صوبائی اسمبلی شمال مغربی سرحدی صوبہ

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز پیر مورخہ 15 مارچ 2004 بمطابق 23 محرم 1425 ہجری صبح دس بجکر پندرہ منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر بخت جہان خان مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اعوذ باالله من الشیطن الرجیم۔ بسم الله الرحمن الرحیم

فَأَمَّا ٱلانسَـانُ إِذَا مَا ٱبۡتَلَـٰهُ رَبُّهُ فَأَكۡرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّيٓ أَكۡرَمَنِ٥ وَأَمَّآ إِذَا مَا ٱبۡتَلَـٰهُ فَقَدَرَ عَلَيۡهِ رِزۡقَهُ فَيَقُولُ رَبِّيٓ أَهَـٰنَنِ٥ كَلَّاۖ بَل لَّا تُكۡرِمُونَ ٱلۡيَتِيمَ٥ وَلَا تَحَـٰٓضُّونَ عَلَىٰ طَعَامِ ٱلۡمِسۡكِينِ٥ وَتَأۡكُلُونَ ٱلتُّرَاثَ أَكۡلاً لَّمًّا٥ وَتُحِبُّونَ ٱلۡمَالَ حُبًّا جَمًّا٥

ترجمہ: انسان کا حال یہ ہے کہ جب اسے اسکا رب آزماتا ہے اور عزت و نعمت دیتا ہے۔ تو وہ کہنے لگتا ہے۔ کہ میرے رب نے مجھے عزت دار بنایا اور جب وہ اسکو آزماتا ہے اسکی روزی تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہنے لگتا ہے۔ کہ میرے رب نے مجھے ذلیل اور رسوا کیا۔ ایسا ہر گز نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ تم ہی لوگ یتیموں کی عزت نہیں کرتے اور مسکینوں کو کھلانے کی ایک دوسرے کو ترغیب نہیں دیتے اور مردوں کی میراث سمیٹ سمیٹ کر کھاتے ہو۔ اور مال کو جی بھر کر عزیز رکھتے ہو

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: جزاک اللہ جن معززارکین اسمبلی کی طرف سے رخصت کی درخواستیں موصول ہوئی ہیں، بغرض منظوری ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ جناب میاں نثار گل صاحب ایم پی اے آج سے 17 تاریخ تک کے لئے رخصت لینا چاہتے ہیں۔ Is it the desire of the House that leave may be granted ?

(The motion was carried)

Mr.Speaker: Leave is granted.

محترمہ یاسمین پیر محمد خان: Sir excuse me تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ یاسمین پیر محمد خان: محترم سپیکر صاحب! یہ ایک Confusion ہے کہ دیر میں خواتین کو ووٹ دینے کا حق حاصل نہیں ہے یا گورنمنٹ نے پابندی لگائی ہے۔ تو جب سارے پاکستان کی خواتین کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہے تو یہ تھوڑی سی وضاحت کی جائے کہ آیا گورنمنٹ کی طرف سے یہ پابندی لگائی گئی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: ملک ظفر اعظم صاحب!

جناب ظفر اعظم (وزیر قانون): گورنمنٹ کی طرف سے ان پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب انور کمال: پوائنٹ آف آرڈر، سر۔

جناب سپیکر: جناب انور کمال خان صاحب۔

قبائلی علاقوں میں اغواء برائے تاوان

جناب انور کمال: جناب سپیکر! میں آپکی وساطت سے اس حکومت کی نہایت اہم اور گھمبیر مسئلے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ میں اپنا فرض سمجھتا ہوں، اس لئے کہ مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ اس صوبے میں حکومت نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ میرا اشارہ ضلع لکی مروت میں آج سے چار پانچ مہینے پہلے بٹنی قبیلے اور مروت قبیلے کے

درمیان اغواء برائے تاوان کا جو سلسلہ شروع تھا آج وہ ایک ایسی گھمبیر شکل اختیار کر گیا ہے کہ آج سے تقریباً چار ماہ پہلے ایک Tribe کے پاس دوسری قوم کے گیارہ بندے یرغمال بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ نے اخبارات میں بھی دیکھا ہو گا کہ ان پر باقاعدہ ایک ماہ قبل، حکومت کی طرف سے ملٹری پیرا ملٹری فورسز اور سکاوٹس کی ایک بھاری تعداد وہاں پر پہنچ چکی تھی۔ پانچ چھ دن وہاں رہنے کے بعد، ایک دن اچانک ان پیرا ملٹری فورسز کو واپس بلا لیا گیا تھا اور کسی قسم کا آپریشن وہاں پر نہیں ہوا۔ ایک طرف یہاں پر حکومت کا ان فورسز پر لاکھوں روپے کا تاوان ہوا ہے، اگر وزیر اعلیٰ صاحب یہاں پر موجود ہوتے تو وہ خود بتاتے کہ انہوں نے خالی ان Troops کو Mobilize کرنے کے لئے صوبائی حکومت کی طرف سے چھ لاکھ یا نو لاکھ روپے بقول ان کے، انہوں نے خود کہا تھا کہ وہ Troops کو وہاں پر لے جائیں اور ان لوگوں اور قبائل کے خلاف چاہئے وہ مروت قوم میں موجود ہوں، چاہے وہ قوم میں موجود ہوں، ان کے خلاف آپریشن کریں۔ لیکن وہ آپریشن ناکامیاب ہو کر اور کسی منطقی انجام تک پہنچے بغیر Withdraw کر لیا گیا تھا۔ جس پر مروت قبیلے کے سرکردہ رہنماؤں نے گورنر سے بھی اس چیز کا گلہ اور شکوہ کیا۔ وہ وزیر اعلیٰ سے بھی ملے اور ان سے بھی گلے اور شکوے کئے۔ میں خود اس موقع پر موجود تھا اور میں نے گورنر سے کہا کہ جناب، آج اگر حکومت ایسے جرائم پیشہ افراد کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھاتی۔ تو یہ دن آپ یاد رکھیں۔ کہ کل یہ لوگ اتنے زور آور ہو جائیں گے۔ کہ کل وہ یہ کہیں گے کہ جی حکومت ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ تو پھر کل وہ ایک اور سنگین واردات میں ملوث ہو جائیں گے۔ جناب سپیکر! میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ ہمارے پشتونوں کی روایات میں جس بات کی طرف میں آ رہا ہوں، وہ اس ساٹھ سالہ عرصے میں کسی پشتون قوم میں یہ روایات نہیں تھیں۔ اغواء برائے تاوان تو ہوتے رہتے ہیں، مردوں کو اٹھا کر لے جاتے ہیں، تاوان تو کوئی دے دیتا ہے۔ کسی کو مار ڈال کر کے واپس کر دیتے ہیں لیکن ہم نے کبھی اپنی ماؤں بہنوں کو، اپنی عزتوں کو اغواء ہوتے نہیں دیکھا ہے۔ جناب سپیکر آج سے تین دن پہلے خوازہ خیل کے علاقے سے تین عورتوں کو جو ڈاٹسن میں ایک شادی میں شرکت کے لئے جا رہی تھیں۔ اس ڈاٹسن کو بشمول خواتین جو با پردہ خواتین ہیں، وہ حافظ قرآن ہیں، ان کو زبردستی اغواء کر لیا گیا اور اسکے نتیجے میں یہ Reaction ہوا کہ وہی سے وہ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بیٹنی قوم کے خلاف آپریشن کیا اور وہاں سے چھ عورتیں اور بچے اور ان کے مردوں کو اٹھا کر یہاں پر یرغمال بیٹھا دیا ہے۔ جناب والا! اب ہم حکومت سے یہ پوچھتے

ہیں کہ ایک طرف توآپ امن وآمان کا دعویٰ کرتے ہیں۔ایک طرف توآپ سب اچھا رپورٹس دیتے ہیں ،ایک طرف تواپ ہمیں کہتے ہیں کہ آپ کی جان ومال کاتحفظ ہمارافرض بنتاہےاور ہم چار مہینے سے جناب والا،خاموش بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہاں ہمارے مرد اگرایک سائیڈپر بیٹھے ہوئے ہیں اغواء کندوں کے پاس یادوسری سائیڈپر بیٹھے ہوئے ہیں وہ توہم برداشت کر سکتے ہیں۔لیکن کسی ماں،بہن کا یاعورتوں یابیٹیوں کااغواء کرنایہ کونسے اسلام مین ہے؟کل میں نے انکو کہا ہماراایک جرگہ ہوابیٹنی قوم کے ساتھ اور میں نے ان سے یہ پوچھاکہ اگرآپ کسی کی والدہ کو اٹھاکرلے جاتے ہیں۔توبرواج پشتواگرکل آپ ان کے ساتھ راضی نامہ کرتے ہیں توہم پشتو میں کہتے ہیں کہ اگر آپ کاانکے ساتھ کوئی رشتہ جوڑتے ہیں۔توپشتومیں کہتے ہیں، چه هغه سړی ته خپل پلندر اووایه چه دا سړے مے پلندر شو چه چا د مور بوتله چه څوک د خور بوځی نو په پښتو کښ په هر رسم کښ سبا که د راضی نامه ورسره کیږی نو ته ورته اووایه چه دا سړی مے په رشته کښ اوښے شو، که یو سړے د لور بوځی نو ته به ورته په رشته کښ اووایئے چه دا سړے مے ځوم شو او که یو سړے د چانه ښځه بوځی نو ماته د دخدائے او د رسول ﷺ،دا سلام او د پښتو هغه لاره اوښائی چه د هغه سړی سره زما کومه رشته جوړیږی لګیا ده؟ کومه رشته ده په کوم نوم باندے هغه سره زه خپله رشته جوړه کړمه؟ څه ورته اووایمه چه دا زما په رشته کښ څه کیږی؟ نه پښتو لاره درکوی، نه رسم لاره درکوی، نه رواج لاره درکوی او نه خدائے او د هغه رسول ﷺ او نه شرع تاسو ته لاره درکوی۔ جناب والا! که چرته کښ زمونږه حکومت پرون، دا خدائے واحد لاشریکه دے، داخان د دے ځیز ګواه دے، پرون مسلح په زرګونو خلق راوتی دی مونږه که په هغه ځائے کښ موجود نه وو او مونږه دغه خلق واپس کړی نه وے نو داخبره یاد اوساتئ چه په دے کښ به ډیر خوران غریبان او داسے بے ګناه خلق تباه شوی وو۔ سبا به هغوی ته تاوان رسیدلے وو۔ سبا به څوک پکښ مړه شوی وو، سبا به پکښ د چا کورنه تباه شوی وو۔ خو دا داسے خلق دی چه مونږه خپل قوم تباه کوؤ نه خپل ځان خرابوؤ او نه بل سړی ته تاوان ورکوؤ بلکه مونږه خپل د یو Responsibleقوم په حیثیت سره هغه خلق مو پرون واپس کړل۔ درے ورځے نوټس دے،د درے ورځونه پس د مروتو یو لشکر تیار پروت دے او هغه که سبا تاوان اوکړی، سبا له هغوی الټی میټم ورکړے دے چه

دا پا خیل قوم چه چا دا کار کړے دے ، هغه دد ے علاقے نه اوځی۔ جناب والا ،آخر مونږه مخ چاته ورواړو۔ سبا که دا تاوان او نقصان اوکړو،سبا که څوک پکښې ژوبل او مړه شی نو دوئ به وائی چه داخلق مست دی، داقومونه مست دی، داد خورانو غریبانو خلاف غلطه کارروائی کوی۔جناب والا ، دا قوم نن مجبوره دے۔ زه خپل فرض ادا کومه او زه ځکه دا ورته وایمه چه دا یوه وړه غوندے خبره نه ده۔ یو پښتون به ډیر بے غیرته شی خو چرته کښې به د خپلو خوائندو میندو خپل عزت د بل سړی په لاس کښې ور نه کړی۔ خو نن چه هغه روایات مونږه جوړ کړل۔ د پښتنو د آدابو هغه Limits اوس مونږه Cross کړل چه د یو قوم ښځے هم دلته کښې یرغمالے ناستے دی او د بل قوم ښځے هم هلته کښې یرغمالے ناستے دی۔ جناب والا ، ذمه داران خلق دلته کښې ناست دی، مهربانی د اوکړی چه په دے دریو ورځو کښې د دے څه بندوبست اوکړی گنی که د دے نه د Tribal یو ه لانجه جوړه شوه او خبره دا نه ده چه یو طرف ته مروت دے او بل طرف ته بیټنی دے ،خواکښې ئے وزیر پراته دی، خواکښې محسود پراته دی، خواکښې خټک پراته دی، دا تاؤ او دا نقصان به سبا هغه جوړ شی لکه چه کوم، زمونږه داعزیزان دلته ناست دی، د بنوں مشران دلته ناست دی، په 1964 کښې هم دغسے د یوے لیډی ډاکټرے په اغواء باندے د بنوں او دوزیرستان هغه لانجه جوړه شوه چه په هغے کښې په سوونو خلق تاوان شول ،په سوونو خلق پکښې ژوبل شول،او دومره لویه Tribal لانجه پکښې جوړه شوه چه حکومت ترے لاس واغستل، حکومت خالی خپل Cantonment راایسار کړو او نورو خلقو ته ئے اجازت ورکړو، یو طرف ته بنوسے ،یو طرف ته وزیر بل طرف ته داوړ، بل طرف ته مروت دا ټول قومونه پرے وربادے راغلل او دا قومونه پرے اوجنگیدل او په آخره کښې بیا حکومت Air raids ئے پرے اوکړل او دا خلق ئے واپس کړل، نو جناب والا ، که چرته کښې د سړو خبرے وی خو مونږه به گزاره اوکړو خو دد ے نه یوه قومی لانجه مونږه ته ښکاری چه جوړیږی لگیا ده۔ مهربانی د اوکړی په دے باندے د حکومت څه اقدام واخلی۔شکریه۔

<u>جناب سپیکر</u>: *ملک ظفراعظم صاحب!*

جناب ظفر اعظم (وزیر قانون): جناب سپیکر صاحب، جس طرح ہمارے محترم انور کمال صاحب نے خوازہ خیلہ سے تین عورتوں کی اغوائیگی کے بارے میں یہاں پر بیان کیا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارے تینوں اضلاع میں تقریباً ہم چند رواجی قومیں ہیں اور ان رواجی اقوام میں یہ مسئلہ جو عورتوں کی بابت میں ہو تو وہ بہت ہی گھناؤنا جرم تصور کیا جاتا ہے۔ جناب والا، چند مہینے پہلے جب قبیلہ مروت اور بیٹنی قوم کی جانب سے وہاں جو ایک سرغنہ بیٹھا ہوا ہے، اس کے خلاف آپریشن کی تیاریاں شروع ہوئیں تو ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے تقریباً کثیر رقم Mobilization کیلئے فراہم کی اور یہاں سے فورسز Mobilize ہوئیں، شاید انور کمال خان اس کے گواہ ہوں لیکن بد قسمتی سے جب لکی مروت میں فورسز پہنچ گئیں تو نہ جانے کن وجوہات کی بناء پر وہ فورسز بغیر آپریشن کے اور بغیر کسی کامیابی کے واپس گئیں اور صوبہ سرحد کی گورنمنٹ کا پیسہ بھی ان پر خرچ ہوا۔ یہاں پر جناب، ایک مصیبت یہ ہے کہ ہماری Boundaries سارے علاقہ غیر Up to D.I.Khan، کوہاٹ سے لیکر ڈی آئی خان تک ان سارے اضلاع کی Boundaries قبائل کے ساتھ ملی ہوئی ہیں۔ یہاں پر صوبہ سرحد کی حکومت ہے اور وہاں پر ہمیں جانے نہیں دیا جاتا۔ وہاں ہمیں عوام کے ساتھ ملنے سے روکا جاتا ہے۔ کل بھی آپ نے اخبار میں پڑھا ہو گا کہ ہمارے قائد کو وہاں پر جانے سے روکا گیا، تو چہ جائیکہ کہ ہم وہاں جائیں۔ جناب! میری عرض یہ ہے کہ ہمارے صوبہ سرحد کی حکومت بلکہ یہ سرحد اسمبلی اس زنانہ اغوائیگی کی بھرپور مذمت کرتی ہے اور انور کمال صاحب کی باتوں کی مکمل تائید کرتی ہے اور میں آپ کی وساطت سے انور کمال صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ آج ہی میں چیف منسٹر صاحب کے نوٹس میں یہ بات لاؤ نگا کہ وہ دوسرے بڑے کے ساتھ مل کر اسکا کوئی معقول حل نکالیں۔ تھینک یو سر۔

جناب پیر محمد خان: جناب سپیکر صاحب! په دے باندے یوه خبره عرض کومه۔ په دے باندے مخکښے ډیر واره خبرے شوی دی نو ځکه درته وایمه۔ داداسے ایشو ده چه دا په دے اسمبلی کښې په هر سیشن کښې راغلے ده۔ په تیرو حکومتونو کښې، تاسو ته پته ده د 1987-88، د هغے نه واخله، په 1990 کښې، 1992، په1993 ، دیخوا چه راغلے یو، هر کال دا خبره راځی، په دے باندے قراردادونه، بلور صاحب ته هم پته ده، دے اسمبلی متفقه قراردادونه هم پاس کړی دی چه دا علاقه غیر ختم کړئ۔ مونږه ته په پنځه منتهٔ کښې اخوا ته علاقه غیر ده۔ دے ځائے نه ماشوم تښتوی، هلته کښې بیا پرے پیسے

غواړی۔ دے ځائے نه ګاډے تښتوی،هلته پرے پیسے غواړی۔دےځائےنه ګاډے تښتوی، هلته ورله پرزے اوچه څه څه ئے وی، هغه بدلوی۔ دد ے ځائے خلق اغواء کوی هلته کښ ئے کینوی او غریبانو سره کوم هغه زیاتے ظلم کیږی، هغه Tortureکوی ئے۔د دے ځائے نه ماشوم اوتښتوی، هلته کښ ئے کینوی بیا د پلار سره او مور سره ورته وائی خبرے اوکړه۔دوه خبرے ورسره اوکړی او بیا وائی چه خبرے بند،نودهغه د مور او د پلارپه زړه باندے به بیا څه تیریږی؟ چه کوم زیاتے ورسره کیږی، هغه به کومے چغے اوباسی، ژاړی، هغه ذهنی مریض شی۔ دا ظلمونه چه کیږی، د دے د خاتمے دپاره دے اسمبلی متفقه قراردادونه پاس کړل چه دا علاقه غیر نور ختم۔ ما په هغه وخت هم وئیلی وو او اوس هم وایم که دا علاقه غیر د پاکستان حصه وی، ځان له ئے صوبه کوی، هم ټهیک ده ۔ که زمونږه سره ددے صوبے یوه حصه ئے جوړ وی، هم ټهیک ده۔ که د پاکستان حصه نه وی، آزاد ملک ئے کړئ بیا چه قابوکولے نه شی۔ که افغانستان ته ئے پریږدئ، بیا هغوی ته ئےپریږدئ خو چه زمونږ خو چا سره Borderوی کنه۔ په ملک کښ دننه مونږ ته بل ملک جوړ شوے دے۔ بیا دا نن سبا چه کوم حال دے ، که دا د پاکستان علاقه وے ، دا Settled areaوے ، دا نن چه په قبائلو کښ کوم ظلم کیږی،دا به کیدو؟ هغه زمونږه مسلمانان رونړه نه دی؟ هغه زمونږ پښتانه رونړه نه دی؟ دانن چه د هغوی سره کوم کوم سلوک کیږی، دا به نه کیدو۔ که دا زمونږ د دے صوبے حصه وے ،دا نن په پښوركښ ولے نه کیږی؟ داپه مردان او په سوات کښ ولے نه کیږی؟ داولے چه دا Settled areaده، په دے کښ حکومت صوبائی تپوس کولے شی۔ کومه علاقه چه زمونږ سره نه ده ،هغے کښ نن ظلم روان دے ، په هغے کښ د دارالعلوم تلاشی اخلی، په هغے کښ د جماعت تلاشی اخلی ، په هغے کښ د ملا کور لټیږی،دا زمونږ د دے مذهب بے عزتی ده، زمونږ د مسلمانانو بے عزتی ده، دد ے پښتنوبے عزتی ده، د دے صوبے بے عزتی ده۔آخرداکوم یو شے دے چه مونږ سره شروع شوے دے؟ مونږ څه چل کړے دے؟ دے پښتنو څه چل کړے دے؟ دا ملک ئے وران کړے دے؟ دغه پښتانه وو،دغه قبائل وو، چه دوئ د پاکستان د پاره جنګیدلے دی۔ کشمیر ته تلی دی، غزاګانے ئے په اړتالیس کښ کړی دی۔ دا هغه خلق وو چه دانګریز سره دوئ جهاد کړے دے۔ نن هغه چه دی، هغه

دهشت گرد هم دی،نن هغه غداران هم دی، نن هغه غله هم دی، نن هغه ډاکوان هم دی، دهغوی جرم څه دے؟ لهذا سپیکر صاحب، مرکزی حکومت سره دوټوک خبره کول غواړی چه دایاخو زمونږه حصه کړی--- (قطع کلامی)

جناب سپیکر: منسٹر صاحب۔

جناب پیر محمد خان: یا ئے ځان له صوبه کړئ---- (قطع کلامی)

جناب سپیکر: منسټر صاحب خبره اوکړه---- (قطع کلامی)

جناب پیر محمد خان: اویا ئے چه نه شے کولے نو بل چاته ئے حوالے کړئ، ګاونډیانو ته ئے، چه هغوی هر څه کوی--- (قطع کلامی)

جناب سپیکر: منسټر صاحب خبره اوکړه، دوئ چیف منسټر سره خبره کوی او بیا که دغه شو--- (قطع کلامی)

جناب پیر محمد خان: او دویمه په دے کښ یو خبره بله کیدے شی، صوبائی حکومت، که زمونږ سړی تښتوی اوهغوی سره زیاتے کوی، بیا هغوی خلق دلته زمونږ سره هم شته۔ دهغے بدل کښ به مونږ دهغوی سړی اونیسو۔دلته به مونږ ځان سره تر هغے پورے نیولے وی تر څوپورے چه زمونږ سړی ئے نه وی پریښودے۔

(تالیاں)

مولانا محمد مجاهد خان الحسینی: ماته یو منټ راکړئ جی، تاسو د فاټا خبرے کوئ، نن سحر زما په نوښار کښ پنځه بجے ډاکوان راغلی دی، ښځه ئے ورته بیله بنده کړے ده، خاوند ئے ورته بیل بند کړے دےاو بیس تولے سونا او دهغوی هغه ټول معتبرسامان چه وو، هغه ټول ئے وړے دے، نن پنځه بجے د مانځه په وخت کښ----

جناب سپیکر: صحیح شو جی۔

جناب بشیر احمد بلور: سپیکر صاحب، ماته اجازت دے۔ سپیکر صاحب !دا کومه خبره چه انورکمال خان اوکړه، رښتیا خبره ده چه دا ډیره اهمه خبره ده او بیا زمونږه پیر محمد

خان هم خبره اوکړه۔د اقبائل چه دی،زمونږه بدقسمتی دا ده چه کوم وخت پاکستان جوړیدو نو هغه وخت یو Agreementقائداعظم صاحب کړے وو چه دا به قبائل وی۔ خو هغه وخت تقریباً پنځوس، شپیته کاله تیرشول او نور دومره Developmentاو شو چه هغوی زمونږه نه اوس ټول ښه دی۔ منسټر اووئیل چه یره ډیر زیات پیسو لړ ډیر Movementاوکړو، فورسز لاړل خو بغیر د څه وجے نه هغه واپس شول، نو زه په دے حیران یمه چه دا حکومت بغیر، دوئ ته وجه پکار ده چه معلوم وی چه داولے فورسز واپس شول؟ او دومره پیسے زمونږه د صوبے چه هغه دوئ وائی چه ډیرے زیاتے پیسے ضائع شوی دی نو دغه پیسے د چا په وینا ضائع شوے ؟او دائے بیا ولے لیږل چه دوئ نه شوکولے ؟ نو پکار دا ده چه په دے باندے لږ غورا وکړے شی۔

<u>جناب سپیکر:</u> دے خبره کوی او بیا به دے ایوان ته مکمل رپورټس راوړی۔

<u>جناب بشیر احمد بلور:</u> دغه خو بیله خبره ده، هغه خو څه دغه شو نو داسے مولانا صاحب چه کومه خبره اوکړه۔زه تاسو ته حقیقت وایمه، تاسو نن دا "مشرق" اخبار اوګورئ، په هر ځائے کښں غلا، ډاکے، ډکیتی لګیا دی او قتلونه کیږی او خدائے پاک شاید دے چه زه تاسو ته دا حقیقت وایمه چه حکومت بالکل خاموش ناست دے۔ په Settled areaکښں هم دغه شان حالات دی۔ په هر ځائے کښں جهګړے دی، فسادات دی، قومونه یو بل ته مخامخ شوی دی او دوئ لګیا دی په خپلو اختلافاتو کښں، خپل یو بل پسے لګیا دی خو هغه Actualچه کوم کار دے، د حکومت کوم چه Actual Law and Order situationدے، په هغے باندے دوئ خبرے نه کوی (مداخلت) اوس دا منسټر صاحب خو له خیره پارلیمانی لیډر هم شو نو پکار دا دی--- (قطع کلامی)

<u>وزیر قانون:</u> او دد ے سره سره د ایم ایم اے اختلاف یا په خپلو کښں اختلاف که د چا خوش قسمتی وی یا څوک خوشحالیږی، هغه به هسے خوشحالیږی، دا زمونږه د ختلاف وجه نه ده۔مونږه دا خبره----- (قطع کلامی)

<u>جناب بشیر احمد بلور:</u> دا دوئ څنګه خبره کوی؟

وزیر قانون: جمهوری پارټی د ه ایم ایم اے او په ایم ایم اے کښې د یو بل خلاف، د اختلاف رائے اجازت د ے--- (قطع کلامی)

جناب سپیکر: بشیر بلور صاحب۔

جناب بشیر احمد بلور: سپیکر صاحب! زما دا عرض د ے چه منسټران صاحبان ،د نیشنل اسمبلئ ممبران صاحبان ټو ل په مرکز کښې ناست دی، پکار دا ده چه داد قبائلو خبره چه ده، نو دا د په مرکز کښې هم اوچته کړے شی او زمونږه صوبائی حکومت د ے ، دا څه ګپ نه د ے او ګورنر دلته کښې ناست د ےاو ورته د اووائی چه داخبره ټهیک کړی۔دا دومره د قبائلو ښځے یو بل کره ناستے دی اوزما داخیال د ے په تاریخ کښې پهلا ځل د ے چه داد Ladies دا اغواکانے چه دی، مخکښے نه دی شوی نو په د ے باند ے سخت نه سخت ایکشن اغستل پکار دی۔

جناب سپیکر: جی، شهزاده محمد ګستاسپ خان! په تعمیر سرحد باند ے۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان: میں سر، بعد میں اس پر بات کرونگا--- (قطع کلامی)

جناب سپیکر: اس پر بات ہو گی، انہوں نے کہہ دیا ہے۔

Shahzada Muhammad Gustasip Khan: Janab Speaker, this is a very alarming situation when you have allowed every body to speak…..

سید مرید کاظم شاہ: اس پر ہر ایک کو موقع دے دیں--- (قطع کلامی)

جناب سپیکر: آپ دیکھیں کہ ایجنڈے پر یہ نہیں ہے۔ بات حکومت کی ہے۔ میری استدعا سنیں، آپ بیٹھ جائیں پلیز، مرید کاظم صاحب! بات جہاں تک میرے خیال میں انور کمال خان، بشیر احمد بلور صاحب، پیر محمد خان اور مولانا محمد مجاہد صاحب نے جس طرح High light کیا، حکومت کی طرف سے آپ کو یقین دہانی کرائی گئی ہے، وہ انشاء اللہ چیف صاحب سے بات کریں گے اور چیف منسٹر صاحب بھی کل اس ایوان میں آئیں گے۔ آج وہ نہیں ہیں کل وہ آئیں گے اور خود اسکا جواب دیں گے۔

مولانا امان اللہ حقانی: جناب سپیکر صاحب، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب امان اللہ حقانی صاحب!

مولانا امان اللہ حقانی: جناب سپیکر صاحب! دا خبرہ زہ ډیر پہ افسوس سرہ کومہ، دا خبرہ زہ دد ے سرہ نہ کومہ۔ زمونږہ ډیر سینئرپا رلیمنټرین دلتہ کښ ناست دی او سپیکر صاحب چہ کلہ چا تہ فلور ورنہ کړی نوپکار دی چہ هغوی کینی۔

تعمیر سرحد پروگرام پر بحث

جناب سپیکر: هغوی کیناستل، هغوی او منلہ خبرہ۔ شہزادہ گستاسپ خان! کیا کریں گے آپ؟

Shahzada Muhammad Gustasip Khan: Sir, Iwill speak tomorrow.

جناب سپیکر: Tomorrow، اچھا ٹھیک ہے۔

وزیر قانون: سر، این ایف سی ایوارڈ کیلئے بھی یہ Prepared نہیں تھے اس لئے انہوں نے کل کیلئے اجازت مانگی تھی۔

جناب سپیکر: عبدالاکبر خان صاحب!

جناب عبدالاکبر خان: تھینک یو جناب سپیکر۔ میں جناب سپیکر صاحب، مشکور ہوں۔۔ (قطع کلامی)

جناب سپیکر: تعمیر سرحد پروگرام پر۔۔۔ (قطع کلامی)

جناب عبدالاکبر خان: کہ آپ نے اس ایجنڈے کے ایک اہم نکتے پر بولنے کا موقع دیا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے جو اس صوبے کے سارے ممبران کو درپیش ہے۔ جناب سپیکر، یہ پہلی دفعہ نہیں ہے، صرف نام تبدیل کیا جاتا ہے لیکن 1985 سے یہ مسئلہ شروع ہے اور مختلف ناموں کے ساتھ یہ فنڈز ایم پی ایز کے حلقے میں لگائے جاتے ہیں۔ جناب سپیکر، اس کو ہم ایم پی اے کا فنڈ نہیں کہہ سکتے، یہ ایم پی اے کا فنڈ نہیں ہے بلکہ یہ اس حلقے کے لوگوں کیلئے استعمال ہوتا ہے، اس حلقے کے لوگوں کے مسائل حل کرنے پر لگتا ہے۔ جناب سپیکر، بعض لوگ اور بعض ہمارے بیورکریٹس اور میں سمجھتا ہوں کہ بعض اخبار نویس بھائی بھی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایم پی ایز کی Discretion ہے اور انکی جیب میں یہ پیسہ جاتا ہے اور یہ انکی مرضی ہے کہ جس طرح چاہیں اسکو خرچ کریں اور بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ As lawmakers یہ ہماری ڈیوٹی ہے کہ ہم صرف قانون بنائیں۔ ہمارا انالیوں،

گلیوں اور بجلی سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہئے۔ جناب سپیکر! میں آپکی وساطت سے ان لوگوں سے یہ بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر ایک گاؤں، ایک دیہات میں دو تین بجلی کے پول نہ ہونے کی وجہ سے وہاں پر بجلی نہیں ہے تو مجھے وہ طریقہ بتادیں کہ جس طریقے سے ان لوگوں کو بجلی پہنچائی جاسکتی ہے، ان کے گھروں میں روشنی کی جاسکتی ہے جناب سپیکر؟ جناب سپیکر! اگر ایک گاؤں کی گلی ٹوٹی ہے اور وہاں پر مچھر اور بدبو پھیلی ہوئی ہے تو مجھے وہ طریقہ بتادیں جس کیلئے ایم پی اے سے جب لوگ مطالبہ کریں تو وہ ایم پی اے کہاں خرچ کرے گا؟ جناب سپیکر، کیا یہ ہماری آئینی اور قانونی ذمہ داری نہیں ہے کہ لوگوں سے ٹیکسوں کے ذریعے جو پیسہ وصول کیا جاتا ہے، وہی پیسہ ان پر دوبارہ لگ جائے؟ جناب سپیکر! یہ کیا ہماری آئینی اور قانونی ذمہ داری نہیں ہے کہ لوگ ہم سے پوچھیں کہ ہم جو پیسہ ٹیکسوں میں دیتے ہیں، کیا وہ پیسہ ہم پر دوبارہ لگتا ہے یا نہیں لگتا؟ جناب سپیکر! کیا لوگ جو ٹیکس دیتے ہیں، وہ اس لئے نہیں دیتے کہ انکے Social problems ہوں جو Social difficulties ہوں، ان کو حل کرنے کیلئے وہ پیسہ ان پر دوبارہ خرچ ہو؟ لیکن جناب سپیکر، دوسری طرف اگر آپ دیکھیں تو دن بدن اس کے Ratio پر آپ ذرا غور کریں کہ جناب سپیکر، 89-1988 میں، میں یہ جو White paper ہے، اس سے کہنا چاہتا ہوں کہ 90-1989 میں آپ کی ٹوٹل اے ڈی پی تھی 2167 کروڑ کی، یعنی مطلب ہے 2 بلین، اس وقت ممبران کی تعداد تھی تراسی، پچاسی لاکھ روپے فی ممبر کے حساب سے دینے سے چالیس کروڑ سے زیادہ بنتے ہیں جناب سپیکر، تو اگر آپ Percentage نکالیں تو 89-1988 میں دو سو کروڑ میں سے پچاس کروڑ ایم پی ایز کے اس فنڈ سے لگتے تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ 20% of the total ADP was to spent by the Members، یہ جو پروگرام ہے جو آج ہم Discuss کر رہے ہیں، جو ایجنڈے پر ہے یعنی تعمیر سرحد، اس وقت اسکا کوئی اور نام ہوگا، اس وقت تعمیر وطن ہوگا، اس وقت پیپلز پروگرام ہوگا، اس وقت کوئی اور نام ہوگا لیکن مقصد ایک ہی ہے۔ جناب سپیکر، جب آپ 89-1988 میں 20% of the total ADP خرچ کرتے ہیں اور آج آپ کی ADP 1450 کروڑ کی ہے اور 1450 کروڑ میں آپ ایک سو چوبیس ایم پی ایز پر اگر ساٹھ کروڑ روپے آپ خرچ کر رہے ہیں اس پروگرام کے ذریعے، تو یہ 4% of the total ADP بنتا ہے جناب سپیکر۔ آج سے 15,14 سال پہلے یہ صوبہ اسی پروگرام پر 20% خرچ کر رہا تھا اور آج یہ صوبہ اسی پرور گرام پر 4% خرچ

کر رہا ہے۔ جناب سپیکر ! میں وہ Rate fluctuation کی بات نہیں کر رہا کہ سیمنٹ کا اس وقت کیا ریٹ تھا اور سیمنٹ کا آج کیا ریٹ ہے ؟ میں اس کی بات نہیں کرتا کہ اینٹ کا اس وقت کیا ریٹ تھا اور اینٹ کا آج کیا ریٹ ہے ؟ میں تو فگرز کی بات کر رہا ہوں Percentage کی بات کر رہا ہوں۔ کیا ہم سمجھتے ہیں کہ جب ہم بیس پر سنٹ سے گھٹ کر چار پر سنٹ پر آ گئے تو کیا ہم ترقی کر رہے ہیں یا ہم پیچھے جا رہے ہیں ؟ اگر بیس پر سنٹ آج سے پندرہ سال پہلے خرچ ہوتا تھا اور آج چار پر سنٹ آپ ٹوٹل اے ڈی پی کا خرچ کر رہے ہیں تو یہ تو ظاہر ہے، اس کو تو ایک بچہ بھی سمجھتا ہے کہ ہمارا صوبہ ترقی نہیں، تنزلی کی طرف جا رہا ہے۔ ہم آگے کی طرف نہیں جا رہے جناب سپیکر ! ہم اپنے لوگوں کی جو Basic Amenities ہیں ان پر اپنا خرچ کم کر رہے ہیں اور آج اپنے بجٹ کو لے لیں جناب سپیکر، آپ کا 50 بلین کا اگر بجٹ ہے تو آپ ایک پر سنٹ خرچ کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر، اس پروگرام پر آپ ایک پر سنٹ آف دی ٹوٹل بجٹ خرچ کر رہے ہیں، اے ڈی پی کا چار پر سنٹ خرچ کر رہے ہیں لیکن ٹوٹل بجٹ کا ہم خرچ کر رہے ہیں ایک پر سنٹ اور جناب سپیکر، جس طرح میں نے کہا کہ یہ تو لوگوں کے وہ چھوٹے چھوٹے مسائل ہیں جو ہر ایک ایم پی اے کو درپیش ہوتے ہیں، چھوٹے چھوٹے مسائل جو گاؤں کے لوگ ان کو بیان کرتے ہیں، ان کو حل کرنے کیلئے جناب سپیکر، لیکن مجھے انتہائی افسوس ہے جناب سپیکر، میں جب یہاں پر کھڑا ہوں، میں تو سمجھتا ہوں کہ میں تو اتنا Fed-up ہو گیا ہوں ان دفتروں کے چکر کاٹتے کاٹتے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کا ہر ایک ممبر، میں نہیں سمجھتا کہ وزیر اعلیٰ یا سپیکر صاحب یا وزیر صاحب ان کو کوئی تکلیف تو نہیں ہو گی لیکن ہر ایک ممبر اس کیلئے در بدر کی ٹھوکریں کھا رہا ہے اور ہم بھی اس نتیجے پر پہنچ گئے ہیں کہ یہ فنڈ بھی اگر ہم سے لے لیا جائے تو میرے خیال میں اچھا ہو گا کیونکہ جناب سپیکر، یہ ہمارے Political future کو تباہ کر رہا ہے۔ ادھر وزیر اعلیٰ صاحب سٹیج پر اعلان کرتے ہیں، ادھر وزیر صاحب اعلان کرتے ہیں کہ پچاس، پچاس لاکھ روپے ہر ممبر کے حلقے میں لگیں گے اور جب ہم گاؤں جاتے ہیں، لوگوں سے ملتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ آپ کو تو پچاس لاکھ روپے ملے ہیں، ہمارا کام کرو۔ ادھر جب ہم کام دیتے ہیں جناب سپیکر، اس پر نو، نو اور دس، دس مہینے لگ جاتے ہیں۔ لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ وہ پیسہ تم اپنے گھر لے گئے ہو۔ ان کے دلوں میں، دماغوں میں شکوک و شبہات بڑھ رہے ہیں جناب سپیکر، یا تو اعلان کریں کہ یہ پیسہ واپس ہو، یا تو اعلان کریں کہ یہ پیسہ ختم ہو تا کہ ہماری بھی جان چھوٹ جائے او ہم بھی لوگوں سے کہہ سکیں کہ

بابا ہمیں کچھ نہیں مل رہا۔ ایک طرف تو آپ کہتے ہیں کہ ہر ایک ممبر کو مل رہا ہے، ہم Discrimination نہیں کر رہے ہیں۔ اپوزیشن اور گورنمنٹ بینچوں میں بہت اچھی بات ہے کہ آپ تفاوت نہیں کر رہے ایک دوسرے کے درمیان لیکن حالت کیا ہے جناب سپیکر؟ حالت یہ ہے کہ ایک سکیم کے Approve ہونے تک، جناب سپیکر میں نے جو شروع میں زیڈ تک جو اے بی سی لکھ رہا تھا کہ کتنا لمبا Process ہے، اتنا لمبا Process تو میرے خیال میں امریکہ کے بجٹ کا بھی نہیں ہوگا، اتنا لمبا Process تو میرے خیال میں دنیا کے کسی ملک کے بجٹ کا بھی نہیں ہوگا۔ آخر کیوں؟ ایسے پروگرام، اگر یہ پہلا پروگرام ہے تو پھر بھی ہم سمجھیں گے کہ آپ کو کوئی Difficulty ہے لیکن ایسے پروگرام تو آج سے پہلے دس دفعہ ہو چکے ہیں، پھر کیا بات ہے؟ دیکھیں جناب سپیکر، پہلے ہمیں ایک دیتے ہیں کہ یہ آپ بھر لیں اور ڈی جی لوکل گورنمنٹ کو دیدیں۔ جناب سپیکر! ڈی جی لوکل گورنمنٹ ڈی سی او کے پاس بھیجتا ہے، یہ تو میں بول رہا ہوں جناب سپیکر! آپ دیکھیں ان کے اتنے پہیئے نہیں لگے ہوتے کہ وہ ایک سیکنڈ میں یہاں سے مردان یا یہاں سے چترال یا یہاں سے دیر پہنچے گا۔ اس پر ہفتوں لگیں گے تو جناب سپیکر، ڈی جی اس کو ڈی سی او کے پاس بھیجتا ہے، ڈی سی او اس کو ڈسٹرکٹ پلاننگ اینڈ ڈیویلپمنٹ کے ڈیپارٹمنٹ کے پاس بھیجتا ہے، پھر جناب سپیکر، ڈسٹرکٹ پلاننگ اینڈ ڈیویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ اس کو ٹی ایم اے یا جو Executing department ہوتا ہے، اس کے انجینئر کے پاس بھیجتا ہے، انجینئر اگر فری ہے تو وہ ہمارے ساتھ جاتا ہے، ہمارے آدمی کیساتھ کہ وہاں موقع پر Estimate بنائیں۔ میں نے کہا نا کہ زیڈ تک میں گیا اور پھر زیڈ کے بعد دوبارہ میں نے اے شروع کیا۔ تو وہ بھی جب میں زیڈ تک پہنچنے والا تھا تو بریک ہو گیا کہ بھئی یہ تو سپیکر صاحب کا بھی وقت لونگا اور اس معزز ایوان کا بھی وقت لونگا کیونکہ جس طریقے سے اس فنڈ کو Approve کیا جاتا ہے، ہم نہیں سمجھتے جناب سپیکر، لیکن ایک بات میں آپکے ذہن میں اور اس معزز ایوان اور اخبار نویس بھائیوں کے ذہن میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ واحد فنڈ ہے کہ نیب نے پوری کوشش کی اور اس فنڈ کی بدنامی کی کہ اس پروگرام میں کرپشن ہو رہی ہے لیکن ایک کیس میں بھی وہ کسی ایک ایم پی اے کے خلاف کوئی چار پانچ گورنمنٹ میں وہ ثابت نہ کر سکے تو جناب سپیکر، یہ Process چلتا چلتا کم از کم نو مہینے لے لیتا ہے۔ آج اگر آپ دیکھیں تو 2002-2003 کی Hundred percent sanctions بھی نہیں ہیں، 2002-2003 یہ تو اب 2003-2004 ہے۔ 2002-2003 کی 100%

sanctions بھی نہیں ہیں اور Use بھی نہیں ہے اور اگر ہے تو میدان پر ہمیں منسٹر صاحب بتا دیں۔ اس سال کا بھی چھوڑ دیں، ابھی مارچ کا مہینہ ہے ساڑھے تین مہینے باقی رہ گئے ہیں، اس سال میں ساڑھے تین مہینے باقی رہ گئے ہیں، میں گزشتہ سال کی بات کر رہا ہوں جناب سپیکر، گزشتہ سال میں اگر Twenty percent بھی On the spot execution نہیں ہے، ریلیز ہوئے ہونگے لیکن Execution کی میں بات کر رہا ہوں کہ فیلڈ میں Execution Twenty percent بھی نہیں ہے۔ تو جناب سپیکر، کیا ہوگا؟ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ یا تو یہ ایک ڈرامہ ہے کہ اس معزز ایوان کیساتھ کھیلا جا رہا ہے، یہ تو ایک ڈرامہ ہے جو ان ممبران کیساتھ کھیلا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! یہ کیسے ہوگا؟ میں پھر کہتا ہوں کہ اس سے پہلے بھی اگر میں وزیر صاحب کو بتا سکتا ہوں کہ آپ ایک منٹ میں اس کو ٹھیک کر سکتے ہیں اگر آپ چاہیں تو، اگر آپ چاہیں تو آپ ایک منٹ میں اس کو ٹھیک کر سکتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ ڈی سی او جو ڈی ڈی سی کا چیئرمین ہے، وہ آپکا آدمی تو نہیں ہے جناب سپیکر۔ آپ کیوں یہ نہیں سمجھتے کہ صرف اس کی آپ پوسٹنگ اینڈ ٹرانسفر کر سکتے ہیں لیکن جو لوکل گورنمنٹ آرڈیننس ہے، اس کے تحت وہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا آدمی ہے۔ وہ آپ کو جوابدہ نہیں ہے، ان چیزوں میں ڈی ڈی سی جو ہے، وہ ڈسٹرکٹ ڈیولپمنٹ کمیٹی ہے اور وہ بھی اس کے جو رولز آف بزنس ہیں، اس میں جاکر دیکھیں یا لوکل گورنمنٹ کا جو آرڈیننس ہے اس میں جناب سپیکر، دیکھیں تو ڈی ڈی سی، ڈسٹرکٹ ڈیولپمنٹ کمیٹی اسی فنڈ کی ڈی ڈی سی ہوتی ہے جو ڈسٹرکٹ کی اے ڈی پی ہو۔ اس کی Approval کیلئے ڈسٹرکٹ کا جو فنڈ ہے، جو اس کا بجٹ ہے، جو اس کی اے ڈی پی ہے، اسکی Approval کیلئے ڈی ڈی سی ہوا کرتی ہے۔ آپ کے پراونشل فنڈ کیلئے ڈی ڈی سی کی کیوں ضرورت ہے آپ کو؟ جب یہ اسمبلی اس کو Approve کرتی ہے بجٹ میں آپ اے ڈی پی میں تعمیر سرحد کو Reflect کرتے ہیں جناب سپیکر، اس کو آپ ڈیمانڈ آف گرانٹ میں اس ہاؤس کے سامنے پیش کرتے ہیں جناب سپیکر، اس طرح آپ ووٹنگ کرتے ہیں، یہ اسمبلی آپ کو Empower کرتی ہے۔ آپ کو وہ تعمیر سرحد کا جو پیسہ ہے، ڈیمانڈ آف گرانٹ ہے، وہ آپ کا Approve کرتی ہے۔ جب آپ کا ڈیمانڈ آف گرانٹ Approve ہو گیا، جب آپ کا وہ اے دی پی میں Reflect ہو گیا تو پھر اس کو دوبارہ ڈی ڈی سی کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے جناب سپیکر؟ اس سے پہلے بھی پروگرام تھے ڈسٹرکٹ لیول پر، اس کا ایک سسٹم ہوا کرتا ہے جناب سپیکر! سسٹم کے بغیر کوئی چیز

نہیں چل سکتی۔ آپ ہزار دفعہ طریقے بدلیں، آپ ہزار دفعہ ایک طریقے کی بجائے دوسرے طریقے اختیار کریں، آپ فیل ہونگے جب تک کہ آپ کے ساتھ Viable system نہ ہو۔ Viable system ہوگا تو آپ کو آسانی رہے گی، Viable system دیکھیں جی، ڈی جی لوکل گورنمنٹ آپ کے پراونشل گورنمنٹ کا آدمی ہے، اس کا ڈی سی او پر کیا اختیار ہے؟ وہ ڈی سی او کا کیا کر سکتا ہے؟ ڈی سی او اس کی بات نہیں مانتا تو وہ کیا کریگا؟ آپ کا پی اینڈ ڈی جو ڈسٹرکٹ کا پی اینڈ ڈی ہے، اس کا جو ہیڈ ہے وہ آپ کا آدمی تو نہیں ہے، وہ تو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا آدمی ہے۔ جناب سپیکر! وہ تو ڈسٹرکٹ کی سکیموں کیلئے ہے۔ آپ کا ڈی جی جو کل گورنمنٹ یا سیکرٹری لوکل گورنمنٹ For that matter ٹھیک ہے، ان کی عزت کرتا ہوگا، ان کا خیال کرتا ہوگا لیکن Technically میں بات کرتا ہوں، Legally میں بات کرتا ہوں کہ He is not bound to you. He is not your man. He is a man of the district government، تو آپ کیسے اس کے کان پکڑ سکتے ہیں؟ آپ کو اس کے لئے ایک سسٹم بنانا ہوگا۔ آپ کے پاس ہے، بہت آسانی سے اگر آپ ایک چیز کریں کہ آپ اپنی انا کو چھوڑ دیں کہ جی، ہر ایک سکیم میرے پاس سے ہوتے ہوئے جائے، ہر ایک سکیم وزیر اعلیٰ کے پاس جائے گی، ہر ایک سکیم وزیر صاحب جب تک نہ دے، وہ نہیں ہوگی۔ ارے خدا کے بندوں، دیتے ہو پیسے، ہم اپنے کو تو خیر ٹھیک ہے، آپ ہمیں اگر دیتے ہیں تو پھر کھلے دل سے دے دو نا جی، یہ تو نہیں کہ جی ہماری ہر سکیم آئے گی تو منسٹر صاحب، وہ کیا کہتے ہیں پراونشل ڈیویلپمنٹ کمیٹی ہے یا کیا ہے؟ نام دیا ہے، وہ اس کے پاس جائے گی، وہ کریگی تو پھر سیکرٹری، منسٹر صاحب چیف سیکرٹری کو سمری بھیجے گا۔ پھر چیف سیکرٹری چیف منسٹر کے پاس سمری بھیجے گا، چیف منسٹر صاحب دوبارہ چیف سیکرٹری کے پاس بھیجے گا اور چیف سیکرٹری دوبارہ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ، سیکرٹری لوکل گورنمنٹ سے منسٹر پھر ڈی جی لوکل گورنمنٹ، پھر ڈی سی او، جناب سپیکر یہ کیا ہے؟ فنانس ڈیپارٹمنٹ کا اس سے کیا کام ہے کہ پندرہ پندرہ، بیس بیس دن، ایک ایک مہینہ فنانس ڈیپارٹمنٹ، اب جناب سپیکر، ایک چیز Approve ہوگئی ہے، Finance department has to release the amount، فرق صرف اتنا ہے کہ ان کے پاس پہلے جو سسٹم تھا، اس میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ ہوا کرتا تھا اور وہ اسسٹنٹ ڈائیریکٹر لوکل گورنمنٹ کا ایک P.L.A ہوا کرتا تھا پرسنل لیجر اکاونٹ، یہاں پر جب اے ڈی پی پاس ہوتی تھی تو وہ فنڈ ہر ایک ڈسٹرکٹ کا، اگر مثال

کے طور پر ایک ڈسٹرکٹ میں آٹھ ایم پی ایز ہیں اور اس کا چار کروڑ روپے پچاس لاکھ کے حساب سے بنتے ہیں، کسی کے چھ ایم پی ایز ہیں تین کروڑ، تو Straight Away وہ پیسہ اس P.L.A میں ٹرانسفر ہو جاتا تھا۔ وہ ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ کے P.L.A میں ٹرانسفر ہو جاتا تھا۔ بس فنانس کا، پی اینڈ ڈی کا یہاں پر کوئی تعلق نہیں ہوتا تھا، Strait away finance سے دوسرے دن یا 2 جولائی کو یا 5 جولائی کو یا 6 جولائی کو وہ ٹرانسفر ہو جاتا۔ وہاں جو اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ ہے، اس کے پاس ایک انجینئر تھا اور دو تین ڈسٹرکٹ کے حساب سے سب انجینئرز تھے۔ Simple سی بات تھی۔ ایم پی اے وہاں پر سکیم دیتا تھا، اسی دن وہ سکیم کا Estimate یا دوسرے دن یا تیسرے دن Estimate بنتا تھا۔ اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ صرف ڈی جی لوکل گورنمنٹ کو بھیجتا تھا فار انفارمیشن، ادھر پھر ٹینڈر ہو جاتا تھا، کام شروع ہو جاتا تھا۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس نے آپ کیلئے پرابلمز پیدا کئے ہونگے لیکن اس کا حل ہے۔ اب وہی اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ، آپ نے صرف اس کی پوسٹ ختم کری ہے، اس آدمی کو آپ نے ختم نہیں کیا۔ He is still there، وہ آدمی ہے لیکن اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ کو آپ نے ختم کر دیا Devolution کے بعد وہ اسی ڈسٹرکٹ میں یا کسی اور ڈسٹرکٹ میں بیٹھا ہے، وہی سب انجینئرز اور انجینئرز ادھر بیٹھے ہیں یا ٹی ایم اے کے پاس بیٹھے ہونگے یا کسی اور جگہ بیٹھے ہونگے۔ آپ ان کیلئے ایک سیل بنائیں ہر ایک ڈسٹرکٹ میں، آپ کو اور ملازمت دینے کی بھی ضرورت نہیں ہے اور پیسہ خرچ کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے، آپ کو اور فنڈ دینے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ انہی لوگوں میں سے آپ لے لیں اور دو تین انجینئرز ہر ڈسٹرکٹ میں سب انجینئر اور ایک انجنیئر اور ایک اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ، وہ جو ادھر بیٹھے ہیں، ان کا سیل بنائیں And that cell should be in direct contract with the Director General, Local Government and the Secretary, Local Government and with MPA، اب اگر آپ مجھے جناب سپیکر، ایک ایک دفتر پر گھماتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ڈسٹرکٹ پی اینڈ ڈی میں جاؤ، کبھی کہتے ہیں کہ ڈسٹرکٹ مانیٹرنگ میں جاؤ، کبھی وہ کہتے ہیں جی، اس کا Administrative Approval نہیں ہوا ہے جی، فلاں چیز نہیں ہوئی ہے جی۔ پھر جی، آپ اے جی کے آفس میں جائیں، وہ جی پراونشل گورنمنٹ کی سکیم کے پیسے کے لئے آپ کو اے جی کے پاس کیوں جانے کی ضرورت ہے؟

پیسہ جب آپ نے Reflect کر دیا ہے اے ڈی پی میں، It is legalized, it is constitutional. It is valid جناب سپیکر، آپ صرف اس کو پی ایل اے میں ٹرانسفر کریں۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں آپ تنگ آگئے ہونگے۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں لیکن ٹائم کا خیال رکھنا چاہیئے نا۔

جناب عبدالاکبر خان: ٹھیک ہے جی، اگر آپ کہتے ہیں تو۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں جاری رکھیں۔

جناب عبدالاکبر خان: بس جی، میں جس چیز کو سمجھتا ہوں اور وہ یہ کہ ہم جا رہے ہیں اسلام آباد لیکن جناب سپیکر، ہمارا رخ مغرب کی طرف ہے اور جب تک ہم مغرب کی طرف چلیں گے تو سالہا سال گزر جائیں گے لیکن ہم اسلام آباد نہیں پہنچ سکیں گے، کیوں؟ اس لئے جناب سپیکر، کہ As a politican, as people's representative, as a public representative ہماری کچھ ذمہ داریاں ہیں۔ میں آپ کی توجہ آئین کے آرٹیکل 119 کی طرف دلانا چاہتا ہوں جناب سپیکر، "The custody of the Provincial Consolidated Fund, the payment of moneys into that Fund, the withdrawal of moneys therefrom, the custody of other moneys received by or on behalf of the Provincial Government, their payment into, and withdrawal from, the Public Accounts of the Province, and all matters connected with or ancillary to the matters aforesaid, shall be regulated by Act of the Provincial Assembly or, until provision in that behalf is so made, by rules made by the Governor" جناب سپیکر! بس صرف ایک بدقسمتی ہے کہ آئین کے بنانے والوں نے یہ جو آرٹیکل رکھا تھا تو انہوں نے اس لحاظ سے رکھا تھا کہ چونکہ یہ عوام کا پیسہ ہے اور یہ عوام کے نمائندے ہیں تو پیسہ Allocate بھی یہ ہی کرینگے کیونکہ ان کو زیادہ پتہ ہے۔ ایک بیوروکریٹ کے مقابلے میں جو دفتر میں بیٹھا ہے، ان کو زیادہ پتہ ہے کہ یہ پیسہ عوام کے مفاد میں یا عوام کی خوشی کیلئے کس کس جگہ لگانا چاہیئے اور پھر اس کے بعد جب پیسہ وہ Allocate کرینگے اور جب لگ جائے گا تو جناب سپیکر، As a PAC Chairman آپ پھر دیکھیں گے کہ یہ پیسہ صحیح لگا ہے یا صحیح نہیں لگا ہے؟ تو یہ جو Act of the Provincial

Assembly ہے، 1973 میں یہ Constitution پاس ہوا ہے جناب سپیکر اور میں بھی اس میں ایک گنہگار ہوں، ہم سب اس میں گنہگار ہیں کہ تقریباً تیس سال ہو گئے بلکہ اکتیسواں سال شروع ہے، اکتیس سال میں یہ اسمبلی ایک ایکٹ بھی پاس نہ کر سکی تاکہ بجٹ کو ریگولیٹ کرتے، تو پھر کیا ہے جناب سپیکر؟ حالت یہ ہے کہ بجٹ بیوروکریٹس بناتا ہے، یہاں اسمبلی میں بجٹ کے دن ہماری میزوں پر کتابیں رکھ دی جاتی ہیں۔ پالیسی بیوروکریٹس بناتا ہے۔ کیا یہ اس کی ڈیوٹی ہے یا یہ ہماری ڈیوٹی ہے؟ دنیا کے تمام ڈیموکریسیز میں جناب سپیکر، بجٹ اسطرح نہیں بنتا صرف Taxation اسی دن کی جاتی ہے، باقی بجٹ تو مہینوں پہلے ڈسکس ہوتا ہے۔ اس کے بننے سے پہلے بھی ڈسکس ہوتا ہے، بننے کے بعد بھی ڈسکس ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! لیکن کیا کریں ہم لگ گئے کہ بیوروکریٹس سے کام لیں۔ ہم ٹرانسفرز اینڈ پوسٹنگز میں لگ گئے اور جو پالیسی اور جو Identification تھی، جو Allocation تھی فنڈز کی بجٹ سے، وہ ہماری ڈیوٹی تھی جو وہ لے گئے۔ اب ہم دونوں مختلف سائڈز پر جا رہے ہیں، وہ کابل جانا چاہتے ہیں تو مشرق کو جا رہے ہیں اور ہم جو اسلام آباد جانا چاہتے ہیں تو مغرب کو جا رہے ہیں۔ میرے خیال میں ہم کبھی ایک دوسرے کیساتھ نہیں ملیں گے۔ تھینک یو جناب سپیکر۔

<u>جناب سپیکر:</u> مطلب آپکا یہ ہے کہ اسمبلی کا ایکٹ ہونا چاہیئے۔ جی، جناب بشیر احمد بلور صاحب۔

<u>جناب بشیر احمد بلور:</u> جناب سپیکر صاحب، ډیره مهربانی چه دے اهم خبرو باندے تاسو ما ته اجازت راکړو چه زه خبرے اوکړم۔

<u>جناب سپیکر:</u> میں سیریل وائز جا رہا ہوں، جو لسٹ مجھے مقررین کی ملی ہے وہ اس پر۔۔۔۔۔

<u>جناب بشیر احمد بلور:</u> عبدالاکبر خان خو ډیرے ښکلے او ډیر تفصیل سره خبرے اوکړے، زه به صرف دا خبره اوکړم چه زه دے سره به لړ اتفاق نه کوم چه څنګه دوئ اووئیل چه یره دا د ممبرانو کار دے، زمونږ خو اصول دادی او مونږ مخکښ د سردار مهتاب وخت کښ هم په اسمبلئ کښ چه کوم فنډز وو، هغه مونږه Surrender کړی وو ولے چه دا د اسمبلئ ممبر کار نه دے چه هغه چرته کوڅه جوړه کړی او چرته نالئ جوړ کړی او چرته لائټ اولګوی۔ دا د لوکل ګورنمنټ کار دے خو زمونږه بدقسمتی دا ده چه زمونږه حکومتونه چه دی، هغه شانتے انصاف نه کوی۔ پکار دادی چه هغه فنډ

صحیح طریقے سرہ لوکل گورنمنٹ تہ ملاؤ شی او ھغوی صحیح طریقے سرہ کار اوکڑی نو پہ دے وجہ دا پینځہ پنځوس لکھہ روپئ ایم پی اے تہ ملاویږی چہ ھغہ چرتہ لاړ شی او خلق ورتہ اووائی چہ تاسو مونږ د پارہ دا کار اوکړئ او دا کار اوکړئ۔ دے کښں یو حدہ پورے څہ خبرہ کیدے شی چہ یو، ھغہ انصاف چہ نہ وی نو خا مخا بیا اسمبلئ تہ خلق راځی او زور اچوی چہ مونږ لہ څہ فنډ راکړئ چہ مونږ کار اوکړو۔ دلتہ تاسو تہ ھم پتہ دہ او داټول زما ایم پی ایز رونړہ چہ دی، دا چہ ووٹ د پارہ مونږ ځو نو ھر یوے کوځے ،ھر یو علاقے ، ھر یو ځائے تہ مونږ ځان رسوؤنو ھلتہ پتہ لگی چہ څومرہ مسائل دی او څنگہ خلق اوسیږی۔ زما د پیښور ښار پہ مینځ کښں د صوبے پہ زړہ کښں زما حلقہ دہ او خدائے شاھد دے چہ ھلتہ ھم د اوبو تکلیف دے ، ھلتہ ھم د کوڅو تکلیف دے ،ھلتہ ھم د لائٹ تکلیف دے۔ چہ چرتہ لاړ شو نو ھغہ فنډ نشتہ، ھغہ وسائل نشتہ چہ ھغہ مسائل حل شی۔ سپیکر صاحب! زمونږ بدقسمتی دا دہ چہ تاسو دلتہ د DDAC ایکٹ بارہ کښں یوہ کمیٹی جوړہ کړے وہ، ھغہ کمیټئ کښں زمونږہ منسٹر صاحب ھم وو، ھغہ DDAC ایکٹ کمیټئ پاس کړو چہ دا بہ کوؤ خو کوم وخت کښں چہ اسمبلئ تہ راغلو نو تاسوحکم اوکړو چہ نہ، پہ دے باندے بہ بیا مونږ خبرہ کوؤ، ھغہ ډی ډی اے سی چہ کوم دے ، ھغہ ډسٹرکٹ ډیویلپمنٹ چہ دے ، تاسو اوسہ پورے پہ ھغے باندے ھیڅ خبرہ نہ دہ کړے۔ تاسو مونږ سرہ لوظ کړے وو خپل چیمبر کښں ھم، د اپوزیشن لیډران صاحبان ھم ناست وو چہ کوم وخت دا خبرہ کیدہ، چہ پہ دے بہ مونږ خبرہ کوؤ او دے باندے بہ مونږ انشاءاللہ څہ فیصلہ کوؤ خو تر اوسہ پورے ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی اطلاع کیلئے وہ کمیٹی مکمل ہوگئی ہے،اب تو یہ کمیٹی کا کام ہے اور سردار ادریس صاحب اس کے چیئرمین ہیں۔

جناب بشیر احمد بلور: ھغہ خو پیش شوے وو کمیټئ کښں خو تاسو Pending کړے وو۔

جناب سپیکر: رولز اور قواعد کے مطابق یہ تو ان کا کام ہے، وہ میرے خیال میں Winding up speech میں اس پر بھی بات کرینگے،وہ Notes آپکی تقریر کے لے رہے ہیں۔

جناب بشیر احمد بلور: ڈی۔ڈیک کے بارے میں میرے خیال میں وہ Notes نہیں لے رہے کیونکہ۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ وہ Notes لے رہے ہیں، آپ کی تقریر کے جی۔

جناب بشیر احمد بلور: اچھا۔ زما مطلب دا دے چه هغه څنگه چه عبدالاکبر خان خبره اوکړه، دا PROCESS چه دے کنه هغه صرف بدقسمتی داده چه په دے وجه باندے اوړد شو چه هغه ډی۔ډیک ایکټ چه کوم وو هغه ختم شوے نه دے، دا ستاسو د 2001، Devolution of power چه دے ، دے کښ هغه سره زمونږ هیڅ تعلق نشته، هغه د لوکل گورنمنټ خبره ده۔هغه څنگه چه ما عرض اوکړو چه د هغوی فنډز چه کوم دی، هغه هغے طریقے سره استعمالوی زمونږ دصوبائی اسمبلئ او زمونږ د صوبائی اسمبلئ ممبران چه کوم فنډز دے ، هغه فنډ چه کوم دے ، هغه مونږ همیشه په DDAC به، هغے کښ تکلیف شته، تکلیف دادے چه داسے ډسټرکټ شته، اضلاع شته چه هغے کښ ستاسونه، د حکومت پارټئ ایم پی اے نشته نو تکلیف دادے ، یا چه کوم ځائے کښ داسے وی چه هلته د ممبرانو میجارټی چه ده، هغه د حکومتی پارټئ خلق نه دی نو په دے وجه هلته دا نشی جوړے دے چه یره هغه چیئر مین چه دے ، هغه به د اپوزیشن نه راشی۔ دلته مونږ اودریږو او په فلور آف دی هاؤس باندے زمونږ وزیر اعلیٰ صاحب او وزیران صاحبان ټول وائی چه مونږ د اپوزیشن او د حکومت هغه تفرق ختم کړے دے خو Practically هم هغه شانتے روان دے ، څنگه چه مخکښ خلقو به کول۔ ماته یاد دی جی، چه دا Process اوږد په دے وجه باندے دے چه هر وخت چیف منسټر به وئیل چه سړے د ماته راشی چه دا اووائی چه یره ما ته فنډ راکړه نو هغه به ورکولو۔ بیا به هغه پړے احسان کولو او دا داحسان خبره نه ده، دا زمونږ حق دے۔ دا د اسمبلئ ممبران مونږ هم یو او دوئ هم دی او وزیر اعلیٰ صاحب، اوس خو وزیر اعلیٰ صاحب دا نه وائی چه ما ته د ښوک راشی چه زه ورته فنډ ریلیز کړم نو بیا د دومره اوږد Process مطلب څه دے؟ صرف دا وجه چه هم هغه Difference چه کوم دے ، هغه قائمول غواړی چه یره د حکومت او د اپوزیشن هغه اختلافات، چه هغه Difference چه دے ، هغه اوس هم دوئ ساتی۔ بیا خو پکار ده چه دوئ اووائی چه ہم نے اپوزیشن اور حکومت کا تصور ختم کر دیا ہے، کیسے ختم کر دیا گیا؟ تاسو اوس هم اوګورئ چه هم هغه شانتے ، اے

ډی پی باندے به هم خبره کوؤ۔ تکلیف دادے مونږ ته جی سپیکر صاحب، چه زمونږ علاقو کښې د خلقو زیات پرابلم چه دے هغه د اوبو، هغه د لائټس، هغه د کوڅے، نو هغه پنځوس لکهه روپئ راشی نو خدائے شاهد دے په یو حلقه کښې هم هغه پوره پیسے چه استعمال کړو نو هغه یوه حلقه هم نه شی ټهیک کیدے، نو په دے وجه باندے زما دا خواست به وی چه دا یو یو کال پورے زمونږ درخواستونه Pending پراته وی، مونږ هلته چه کومو خلقو ته، انجینئرز ته، څنګه چه عبدالاکبر خان اووئیل چه مونږ ورته اووئیل چه زمونږ د کار د پاره لاړ شئ نو هغه Busy وی۔ هغه دوه دوه روځے اوکله میاشت میاشت هغے باندے اولګی او بیا چه کله هغه کیس لاړ شی نو هغه دومره اوږد دے سپیکر صاحب، چه هغه Last year سکیمونه اوس هم نه دی پوره شوی او Process لا نوی سکیمونو د پاره هم مونږ لګیا یو، هغے د پاره هم مونږ ته څه داسے لاره نه ښکاری چه څه چل اوکړو؟ نو دے د پاره زما به دا خواست وی دے اسمبلئ ته هم او تاسو نه هم چه خدائے د پاره، خیر دے هغه کوم ډسټرکټ کښې چه ستاسو ممبران نشته هغه خیر دے تاسو یو بیوروکریټ پکښې د ډی۔ډیک چیئر مین کړئ خو دا Revive کړئ چه مونږ داسے اوکړو چه صحیح طریقے سره دا کار اوچلیږی او دومره هغه مخلافت برائے مخالفت نه دے پکار چه یره ستاسو، زه خو دا عرض کوم چه دا خو د اسلام او د پاکستان خبره ده نو دا مونږ ټول مسلمانان یو ،زمونږ د ټولو حق دے دا پنځوس لکهه روپئ، رشتیا تاسو ته وایمه چه هیڅ شے هم نه دے په دے دومره مسائلو کښې خو هغه لږ ډیر هغه دومره چه اوشی چه خلقو ته مونږه دومره وینا کولے شو چه یره دا لږ ډیر مونږه تاسو ته کار اوکړو او خیر دے بل کال به اوکړو، بل کال به اوکړو۔ دلته تاسو ته یاد دی چه وزیر اعلیٰ صاحب ولاړ وو دا آن ریکارډ دے ،په فلور آف دی هاؤس دا خبره هغوی اوکړه چه اوس خو شپږ میاشتے دی نو دا پنځوس لکهه روپئ به ورکړو خو چه بل۔۔

(قطع کلامی)

جناب محمد ادریس (وزیر بلدیات): میری ایک درخواست ہے کہ تعمیر سرحد پروگرام میں اسلام کو، پاکستان کو بیچ میں نہ لائیں۔اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے،ذرا یہ وہ کریں۔

جناب بشیر احمد بلور: اسلام کی میں اس لئے بات کرتا ہوں کہ اسلام میں برابری ہے۔ میری بات پر انہوں۔۔۔

جناب سپیکر: مساوات، عدل اور انصاف کی بات کر رہے ہیں۔

جناب بشیر احمد بلور: عدل اور انصاف کی بات ہے تو عدل و انصاف آپ نہیں کر رہے، اس لئے تو ہم اسلام کی بات کرتے ہیں۔

جناب اکرام اللہ شاہد (ڈپٹی سپیکر): جناب سپیکر صاحب، دا سردار ادریس صاحب د خپله خبره واپس واخلی۔ اسلام خود عدل و انصاف خبره کوی۔۔۔۔

(قطع کلامیاں/تالیاں)

جناب سپیکر: د عدل و انصاف خبره کوی۔ عدل اور انصاف کی بات ہے۔

وزیر بلدیات: عدل و انصاف سے لیں لیکن اس کو طنزاً نہ لیں۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں، عدل اور انصاف کی بات انہوں نے کی ہے۔

جناب بشیر احمد بلور: پتہ نہیں وزیر صاحب کے دماغ میں کیسے طنزاً بات آئی۔ یہ مسلمان ہیں لیکن ہم ان سے اچھے مسلمان ہیں۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ہم پکے مسلمان ہیں (تالیاں) اور یہ ہمیں دکھاتے ہیں کہ اسلام، تو اسلام ہم سے آکر سیکھیں۔ اگر ہمارے آباواجداد اٹک سے پار نہ جاتے تو وہاں اسلام ہی نہ ہوتا، یہ میں دعوے سے کہتا ہوں، اسلام ہماری طرف سے وہاں گیا ہے۔ تو یہ باتیں نہ کریں آپ کہ ہم اختلافات کی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: بہر حال یہ عدل اور انصاف کی بات ہو رہی ہے اسلام میں۔

جناب بشیر احمد بلور: یہ عدل کی بات کر رہے ہیں اور ہم اسلام کی بات عدل کے ساتھ کرتے ہیں۔ آپ عدل اور انصاف کی بات کرتے ہیں تو آپ عدل اور انصاف کریں۔ ثابت کریں کہ آپ عدل و انصاف کرتے ہیں تو پھر، معافی چاہتے ہیں سپیکر صاحب، انکو یہ بھی طریقہ سمجھائیں کہ جب اپوزیشن میں کوئی بول رہا ہو تو INTERFERENCE نہیں کرنی چاہیئے۔

جناب سپیکر: نہیں ہونا چاہیئے، جس کے پاس فلور ہو۔۔۔۔

جناب بشیر احمد بلور: یہ بے شک ہمیں گالیاں دے دیں، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب بشیر احمد بلور: ہماری ٹرن پر مہربانی کرکے نہ کھڑے ہوں۔ یہ ایک قاعدہ ہے، یہ ایک ڈیکورم ہے، یہ۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: بشیر احمد بلور صاحب! میرے خیال میں آپ کو کوئی اشتعال دلانے کی کوشش کر رہا تھا اور آپ اشتعال میں آگئے۔۔۔ (قہقہے)

جناب بشیر احمد بلور: اشتعال کی بات نہیں ہے، اصول کی بات ہے۔ ہم بات کر رہے ہیں آرام سے، آپ کو کہہ رہے ہیں کہ آپ زیادتی نہ کریں، آپ الٹا ہمیں اسلام کی۔۔۔۔

جناب سپیکر: انکو پورا پورا موقع دیا جائے گا۔ اب ان کی یہ ڈیوٹی ہے کہ وہ Notes لیتے رہیں، Notes لینے چاہیں۔

جناب بشیر احمد بلور: جناب سپیکر صاحب! زما ریکویسټ دا دے چه حکومت ته پکار د ه چه غلطے وعدے نه کوی۔ وعدے او کړی چه، ختم کر دیا ہم نے Difference او Difference هم هغه شانتے موجود دے او مونږه دا اختلاف په دے دے چه مونږ ته هغه خبره چه مونږه بهر اوځو نو خلق وائی چه تاسو خو په آرام باندے اسمبلو کښې ناست يئ تاسو خو حکومت سره Co-operation کوئ۔ تاسو د هغوی هر يو قرارداد سره يو ځائے روان يئ، تاسو د صوبے د پاره څه اوکړل؟ تاسو اپوزيشن خو نه يئ، څنګه چه جمالی صاحب وائی چه دا ايم ايم اے چه دے، دا زما Friendly opposition دے (تالیاں) Freindly opposition، دلته خو مونږه وايو چه وزير ستان کښې دا اوشول۔ مونږ جلوس اوباسو، جلسه کوؤ۔ مونږ په دا کوؤ، مونږه به دا کوؤ۔ هغه وائی چه زما Friendly opposition دے۔ مونږ خو دلته اپوزيشن د حقوقو د پاره کوؤ چه مونږ خپله مرکز سره چه جهګړه کوؤ د خپلے صوبے د حقوق د پاره، خپلو علاقو د پاره، خپل ډسټرکټس د پاره نو مونږ به د دے حکومت ګريوان ته لاس اچوؤ او ورته به وايو چه

کومه خبره کوئ نو په هغے باندے عمل اوکړی۔ اسلام هم دا وائی چه کومه خبره کوئ په هغے باندے به عمل کوئ۔

؎ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

چه عمل په نه کوئ نو بیا هغه اسلام تاسو بدنام کوئ۔ هغه اسلام کښ تاسو تفرقه راولئ، مونږه نه راولو۔ اسلام کښ مونږ وایو چه دا شے د په صحیح طریقے سره اوچلیږی او کوم فنډ چه خلقو ته ملاویږی، هغه د زر ترزره ملاؤشی او کوم فنډ چه دے، دا ماخبره کوله، ما نه هغه خبره دوئ ګډه وډه کړه سپیکر صاحب، تاسو ته به یاد وی، دا آن ریکارډ دے چه وزیر اعلیٰ صاحب دلته اودریدو چه اوس خو شپږ میاشتے دی نو په دے وجه پنځوس لکهه روپئ دی او Next year به پوره کال وی نو زه به یو کروړ روپئ ورکومه۔ تاسو ټولو ته به یاد وی په دے فلور آف دی هاؤس باندے هغوی وئیلی وو، نو پکار داده چه اوس دا پوره کال دے نو پنځوس په ځائے یو کروړ روپئ پکار دی چه ورکړی And it is on record جناب سپیکر! تاسو ته پته ده د اسمبلئ تاسو ریکارډ اوګورئ نوچه وزیر اعلیٰ صاحب د اسمبلئ مخامخ یو Commitment اوکړی نو پکار داده چه هغه آنر کړی۔

<u>جناب سپیکر:</u> مهربانی۔

<u>جناب بشیر احمد بلور:</u> زه به مشکور یمه د حکومت او د وزیر صاحب چه دے دا اعلان اوکړی چه هغه کروړ روپئ به ټولو ته ملاویږی۔ ډیره مهربانی۔

<u>جناب سپیکر:</u> مہربانی۔ جناب سکندر حیات خان شیر پاؤ صاحب (Absent)، جناب اکرام اللہ شاہد صاحب۔

(شور، تالیاں)

<u>جناب اکرام اللہ شاہد (ڈپٹی سپیکر):</u> جناب سپیکر، جلنے والے جلا کریں قسمت ہمارے ساتھ ہے۔ (قہقہے) بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن اگر آپ اجازت دیں تو میں پشتو میں بولوں سر۔

<u>جناب سپیکر:</u> آپ پشتو میں بولیں، قواعد آپ کو اجازت دیتے ہیں۔

جناب اکرام اللہ شاہد (ڈپٹی سپیکر): سر! دا نن چه مونږ په تعمیر سرحد پروگرام باندے یا په Annual Developmnet Proramme باندے د خپلو خیالاتو۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: Annual Developmental Programme نه دے، صرف تعمیر سرحد پروگرام دے۔

جناب اکرام اللہ شاہد: خبره یوه ده سر، ځکه چه په تعمیر سرحد پروگرام کښ دا Annual Development Programme شامل دے نو زه به د ایم ایم اے د یو رکن، کارکن په حیثیت باندے په دے باندے رنړا واچوم او په دے صورتحال باندے چه زمونږه د متحده مجلس عمل د قیام مقصد دا وو چه په دے ملک کښ د انصاف، د عدل بول بالا شی او د دے د پاره چه کوم هغه منشور کښ چه څه دی، هغه په خپل ځائے باندے دی خو غټه خبره پکښ دا هم وه چه د انصاف تقاضے به پوره کوؤ، عدل وانصاف به کوؤ، چا سره به ناانصافی نه کوؤ او په دے فلور باندے دلته زمونږ ګران محترم وزیر اعلیٰ صاحب دا فرمائیلی وو چه مونږ به داسے طرز حکومت اختیار وو چه کوم دا ،خپل خو خپل دی خو دا اپوزیشن به هم مونږ خپلے سینے سره ملاوؤ، د دیوال سره به ئے نه لګوؤ خو نن زه په ډیر وثوق سره او په دستاویزی ثبوت سره دا وایم چه د اپوزیشن نه خو ماته پته نشته چه هغوی ئے سینے سره ملاؤ کړی دی او که دیوال سره خو خپل ئے د دیوال نه بهر غورزولی دی (تالیاں) او دا زمونږ سردار ادریس صاحب اوفرمائیل چه یره دے سره د اسلام ضرورت نشته په دے Annual Development Programme کښ، زه دا وایمه چه "اذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل" تاسو سره په لاس کښ چه دا د ملک، د صوبے کوم واک اختیار راغلے دے او د فنډ اختیار راغلے دے، دا تقسیمول دی نو دا به په انصاف سره زمونږ حکومت تقسیموی، خو د انصاف هغه نښه دا ده چه هغه نن زه تاسو ته او وایمه چه په دے روان تعمیر سرحد پرګرام کښ، دا زمونږچه کوم ترقیاتی پروگرام دے، په دے کښ زه او زمونږ مردان بالکل نظرانداز کړے شوے دے۔د مردان خان له یو خپل سیاسی تاریخی اهمیت دے جی۔په جدوجهد آزادی کښ، په تحریک

پاکستان کښې، په قیام پاکستان کښې چه مردان کومے قربانئ ورکړې دی جی،دا سول نافرمانی د هغے ځائے نه شروع شوے وه جی، ړومبے بنیاد د هغه ځائے نه وو۔ مردان ریفرنډم کښې تاریخی کردار ادا کړے دےاو نن د هغے قربانو په وجه د پاکستان قیام په عمل کښې راغلے دے او مونږ پکښې ډپټی سپیکر او ممبران یو او څوک په کښې وزیر اعلیٰ او صدران دی، زه دا وایم سر، چه نور ځایونو ته تاسو اوګورئ سر۔دلته جی، په دے نوی AD Programme کښې ئے د یونیورسټو او د میډیکل کالج پروګرام شامل کړل، ما دا درخواست کړے وو او دا د مردان حق وو چه یره په پیښور کښې درے څلور یونیورسټئ شته، په ډیره اسماعیل خان کښې شته، په ملاکنډ کښې شته، په هزاره کښې شته جی،کوهاټ کښې شته نو بیا پکار داوه چه په دے حکومت کښې، چه په دے ټائم کښې په مجلس عمل کښې د مردان اووه (7) ایم پی ایز دی جی، او یو ورسره زمونږه خور ده ،نو اته شول جی، او درے ایم این ایز دی، دا راغلی دی جی، نو زمونږ په سینټ کښې ممبر نشته دے جی، زمونږ په قومی اسمبلئ کښې د مردان په خواتین کښې نمائندګی نشته، نو د مردان سره خو یو دا زیاتے دے۔ دویمه دا سر، چه دوئ له دا پکار وو چه دا نوے کومے یونیورسټئ جوړیدلے نو هغے کښې د مردان دا حق وو چه دا یونیورسټی یا دا میډیکل کالج چه کوم د خواتین د پاره جوړیږی، دا په مردان کښې جوړ شوے وے۔ دے سلسلے کښې ما څوپیرے وزیر اعلیٰ صاحب ته اووئیل، بیا پروسکال په جولائی کښې چه کله هلته زمونږ د پی اے سی میټنګ وو نو په هغے کښې هم۔۔۔

جناب سپیکر: ړومبے خو راله دا تعمیر سرحد آسان کړه، دے ته راشه۔۔۔۔

جناب اکرام اللہ شاہد: دے ته راځم کنه سر جی۔۔۔

جناب سپیکر: اورے کنه، دا تعمیر سرحد راله۔۔۔۔

جناب اکرام اللہ شاہد: دا تعمیر سرحد هم دغه دے کنه چه مونږ به سرحد له ترقی ورکوؤ او د متحده مجلس عمل قیام هم دا مطلب دے جی، چه مونږ به انصاف کوؤ او د انصاف تقاضا دا ده چه متحده مجلس عمل د یو دوه کسانو او د یو دوه حلقو نوم نه دے سر، (تالیاں) متحده مجلس عمل تعمیر سرحد کښې روډ به جوړوے، نالے به جوړوے،

کوځے به جوړوے ، سړکونه به جوړوے ، یونیورسټی به جوړوے ، هم دغه له به راځے۔ مونږ صرف دا وایو تعمیر سرحد دا نه دے جی، چه څنګه زمونږ ګران ورور کانجو صاحب چه فرمائی چه تعمیر سرحد، هم دغه خبره ده جی، دا نا انصافی ولے شوے ده جی؟په دے فلور باندے دا یقین دهانی ورکړے شوے ده چه کومو حلقو سره نا انصافی شوے ده یا هغوی Ignore شوی دی،یا حق ورته پوره نه دے ملاؤ شوے ، د هغے مونږه ازاله کوؤ۔ سراج الحق صاحب دا وینا دلته کړے وه، نو زما مطلب دا دے چه دا تیر شوی خو مونږه ټول محرومه پاتے شو خو اوس په دے راتلونکی ADP کښې به د دے څه ازاله کیږی؟مونږ خو دا ګله د مرکزنه کوؤ چه مرکز مونږته خپله حصه نه راکوی، زمونږ رائلټی نه راکوی او هغه تقسیم صحیح نه کوی نو بیا دا سوال هم دلته پیدا کیږی چه دلته دا کومے پیسے چه تاسو ته ملاؤ شی راشی، هغه په منصفانه طور باندے تقسیم کړئ ۔خبره خو دغه ده جی، نو د دے د پاره پکار دا ده چه مونږ خو بیا یو قرار داد راوړو یا یو لائحه عمل دے له مرتب کړو۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب اکرام اللہ شاہد: یو دا قرار داد پکار دے چه راوړو چه یره خیر دے مونږ ټول به قربانی ورکوؤ او دا ټول څه دی، دا ټول یو طرف ته لاړشی، نو زه دا وایم چه "ولا یجرمنکم شنان قوم الا تعدلو اعدلو هو اقرب لتقویٰ۔ د انصاف تقاضا هم دغه ده چه تاسو د چا مخالفت یا دشمنی په دے مجبور نه کړی چه تاسو انصاف او نه کړئ۔ انصاف به کوئ۔ انصاف چه کوم دے ، عدل، دا د تقویٰ قریب دے او تقویٰ هم دغه ده، نو مونږ دا وایو چه ټولو حلقو سره که هغه د اپوزیشن حلقے دی او که د اقتدار حلقے دی، هغوی سره مکمل انصاف پکار وو۔ دا کومے زیاتے په دے تیر شوی 2003-04 پروګرامونو کښې چه شوی دی جی، د هغے ازاله په دے راتلونکی ADP کښې پکار ده که نه وی نو اسمبلئ له په دے باندے مکمل لائحه عمل مرتب کول پکار دے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔جناب مشتاق احمد غنی صاحب۔

جناب اکرام اللہ شاہد: زه کانجو صاحب ته یو عرض کوم۔

جناب سپیکر: جناب انور کمال خان صاحب، په دو نمبر کښې نه، په اووم نمبر باندے۔

جناب انور کمال: جی۔

جناب سپیکر: وایمه په سیریل نمبر کښې په دو نمبر نه ئے، په اووم نمبر ئے۔

جناجب انور کمال: ما خو صاحبه، تاسو دا لسټ ما نه دے، مونږ نه یو خبر، ما خو تاسو ته یو جدا Application در کړے وو خو بهر صورت تاسو چه کوم ترتیب ورکړے دے، خدائے خبر چه په دو نمبر باندے به شوک راغلے وی او دا ښه ده چه زه په اووم نمبر باندے یمه۔ جناب سپیکر، میں مشکور ہوں کہ تعمیر سرحد پروگرام۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: سیریل نمبر 2 باندے عبد الاکبرخان وو کنه، تقریر ئے او کړو۔ گستاسپ خان په ایک نمبر وو۔

جناب انور کمال: وہ آپ کو علم ہے جی، نمبر 2 کا آپ کو علم ہے۔ جناب سپیکر! میں مشکور ہوں کہ تعمیر سرحد کے حوالے سے آپ نے آج ڈیبیٹ کا موقع ہمیں دیا۔ ہمارا یہ خیال تھا کہ اے۔ڈی۔پی اور تعمیر سرحد، جیسے آپ نے خود فرمایا تھا کہ اس کو Clip کرلیں، اکٹھا کرلیں اور اس کے بعد تعمیر سرحد اور اے۔ڈی۔پی پہ بات کریں گے لیکن پھر آپ نے جیسے فرمایا کہ چونکہ آج کے دن وزیر خزانہ صاحب اور وزیر اعلی صاحب یہاں پہ موجود نہیں ہوں گے، لہذا ہم اپنی ڈیبیٹ محض تعمیر سرحد تک ہی محدود رکھیں گے۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں تعمیر سرحد کے حوالے سے کوئی بات کروں، یہ اسمبلی اس بات کی گواہ ہے کہ یہاں پہ جو چند اراکین اسمبلی موجود ہیں، جن میں عبد الاکبر خان، شہزادہ گستاسپ، بشیر بلور خان، میں خود اور ہمارے بعض ایسے ساتھی پیر محمد خان، ہمارے یہاں پہ ایک بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں، جناب سردار عنایت اللہ خان گنڈاپور صاحب اور ہمارے دیگر ساتھی جو اس اسمبلی میں آج سے پہلے بھی تیسری یا چوتھی بار آرہے ہیں تو ہم نے اقتدار کی کرسیاں بھی دیکھی ہیں اور ہم نے اختلاف بھی دیکھا ہے، لیکن ہمارا تجربہ یہ ہے کہ حزب اقتدار سے حزب اختلاف بحیثیت ایک سیاستدان، بحیثیت ایک پارلیمنٹیرین ہمارے لئے زیادہ بہتر ہے اور جو ہمارے خیالات ہیں، جو ہماری سوچ ہے، اس کو ہم بہتر طریقے سے اجاگر کر سکتے

ہیں۔ آپ کو یاد ہو تو ہم نے اس اسمبلی میں D-DAC کے حوالے سے آپ کی وساطت سے ایک سٹینڈنگ کمیٹی میں، جس کے سربراہ اور چیئرمین جناب اکرام اللہ شاہد صاحب مقرر ہوئے تھے اور اس حوالے سے جو D-DAC کا ہم نے ایک ڈرافٹ بل تیار کرنا تھا، جس کی وزیر موصوف، سردار صاحب نے بھرپور مخالفت کی تھی لیکن ان کی سوچ کا انداز ان کا اپنا تھا، ہماری سوچ کا اپنا انداز تھا۔ ہماری سوچ کا انداز یہ تھا کہ ہمارے یہ ساتھی ممبران اسمبلی جو اس وقت یہاں پہ موجود ہیں، ایک وقت یہ ضرور محسوس کریں گے کہ اگر آپ کی اس اسمبلی میں یا پراونشل گورنمنٹ میں کوئی ایسا سسٹم یا کوئی ایسا Mechanism موجود نہ ہو جس کے تحت آپ اپنی اے۔ڈی۔پی کی تشکیل کریں یا پھر آپ اس اے۔ڈی۔پی کو آگے چلائیں، تو جب تک آپ کے پاس ایک سسٹم موجود نہ ہو، آپ کے پاس ایک فارمولا یا کوئی ایکٹ موجود نہ ہو تو Haphazardly اگر آپ اے۔ڈی۔پی کو چلائیں تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا جو آپ بذات خود دیکھ رہے ہیں کہ آج ہمارے وہ معزز اراکین، جو حکمران پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں، وہ آج تعمیر سرحد کے حوالے سے حکومت پہ خود اعتراضات کر رہے ہیں۔ اگر آپ نے ان کے دلوں کو، ان کی سوچ کو، ان کے ذہن کو ٹٹولا تو جناب والا، مجھے کوئی بھی اس ایک سو چوبیس کے ہاؤس میں، سوائے چند وزراء اور اور سوائے، میں آپ کا نام نہیں لیتا لیکن وزیراعلیٰ جو کہ اس کرسی پہ بیٹھے ہوئے ہیں، وہ شاید اس پہ مطمئن ہوں لیکن میرا یہ یقین ہے۔۔۔۔

(قطع کلامی)

<u>جناب سپیکر:</u> آپ منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین ہیں، آپ قواعد وضوابط سے خوب واقف ہیں کہ ایسے ریمارکس جس سے چیئر پہ Reflection ہو، میرے خیال میں آپ اعتراض کرتے ہیں۔

<u>جناب انور کمال:</u> جناب والا! میں چیئر پہ پریشر نہیں ڈال رہا ہوں بلکہ یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ ان خوش قسمت اراکین میں سے ہیں کہ آپ کو نہ گلہ ہے نہ شکوہ ہے، نہ اے۔ڈی۔پی پہ بات کرتے ہیں، نہ تعمیر سرحد پہ بات کرتے ہیں۔ آپ کو تو ہم نے تشبیہہ ان خوش قسمت اراکین سے دی ہے کہ آپ کا سلسلہ چل رہا ہے لیکن بدقسمت یہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جن کی نہ تعمیر سرحد میں کوئی شنوائی ہے، نہ اے۔ڈی۔پی کے حوالے سے کوئی شنوائی ہے۔ جناب والا، In the absence of mechanism، جیسا کہ عبدالاکبر خان نے فرمایا اور انہوں نے آپ کو بتایا، میں نے ایک طریقہ کار، میں Repetition کا قائل نہیں ہوں لیکن اپنے ان ممبران کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ

پچاس لاکھ روپے جو کہ ابتدائی طور پر ہمیں ملے تھے اور حکومت کا یہ دعویٰ تھا کہ اس میں اپوزیشن اور حکومت کا کوئی فرق نہیں ہے۔ ہم اس جذبے کا بھی احترام کرتے ہیں لیکن پھر حکومت بھی اس جذبے کا احترام ضرور کرے کہ ہم بھی اس معاشرے کے افراد ہیں، ہم بھی Elected لوگ ہیں، ہم بھی لوگوں کے مسائل اور ان کی مالی مشکلات کو لے کر اسمبلیوں میں آئے ہیں۔ اگر آپ ایک ایم۔پی۔اے کو محض اس لئے Ignore کرتے ہیں کہ وہ اپوزیشن سے تعلق رکھتا ہے، تو اس سے پھر یہ مراد ہے کہ آپ اس انفرادی فرد کو اس فنڈ سے محروم نہیں کر رہے ہیں بلکہ اس علاقے کے عوام کو، اس علاقے کے ان تمام لوگوں کو آپ نظر انداز کر رہے ہیں۔ جس علاقے کا وہ ایم۔پی۔اے ہے، نمائندہ ہے۔ جناب والا! یہ ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت کا احسان ضرور ہے لیکن اگر آپ اس بات کو ٹٹولیں تو پھر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کیا حکومت یہ فنڈ اپنے گھروں سے اٹھا کر لے آتی ہے؟ کیا حکمران پارٹی، چاہے میں ہوں، چاہے کوئی اور ہے، وہ اپنے گھروں سے یا اپنی جیبوں سے فنڈ اٹھا کر لے کر آتی ہے؟ یہ پیسہ کس کا ہے؟ یہ عوام کا پیسہ ہے۔ یہ غریب آدمی کا پیسہ ہے، یہ اس کے خون پسینے کی کمائی ہے، یہ وہ ٹیکسز ہیں جن سے آپ کا پیسہ بنتا ہے، جن سے پراونشل Receipts آتی ہیں اور وہی پیسہ پھر آپ عوام پہ اور ان لوگوں پہ خرچ کرتے ہیں۔ تو حکومت کس نام کی چیز ہے؟ جو کسی پہ یہ احسان کرے کہ جی ہم اپوزیشن کو ان کا حق دے رہے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ان کا فرض ہے اور یہ ہمارا حق ہے کہ یہ پیسے ہمیں دیئے جائیں۔ جناب والا، پچاس لاکھ روپے 2002 اور 2003، آج یہ 2004 ہے لیکن آج بھی میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں لیکن میں وہ Exercise اس ہاؤس میں نہیں کرنا چاہوں گا اور نہ میں یہ حق رکھنا چاہتا ہوں کہ یہ Exercise میں ان سے کراؤں لیکن اگر آپ پانچ منٹ کیلئے کسی سے پوچھ لیں کہ کیا 2002 اور 2003 کا وہ پچاس لاکھ روپے کا فنڈ تمام Utilize ہو چکا ہے؟ تو میرے خیال میں چند ایک معزز اراکین کے علاوہ باقی تمام لوگ ہاتھ کھڑا کر کے کہیں گے کہ وہ فنڈ ابھی تک ہمارا Utilize نہیں ہوا ہے، اس لئے جناب والا ، ہم ان کو امتحان میں نہیں ڈالنا چاہتے۔ ہم بار بار اس چیز کو Repeat کروانا چاہتے ہیں کہ جو کام ہم کروانا چاہتے تھے، وہ نیک نیتی سے ہم کروانا چاہتے تھے کہ D-DAC ایکٹ ہم دینا چاہتے تھے۔ ان کی سوچ کا انداز کچھ اور تھا، ان کے ذہن میں یہ بات تھی کہ شاید چند اضلاع، ایک ضلع یا دو اضلاع میں متحدہ مجلس عمل کے اراکین نہیں ہوں گے لہذا وہاں کے فنڈز آپ کس طریقے سے استعمال کریں گے؟ لیکن جناب والا، ہم ان کے ساتھ ضد نہیں کرتے۔ ہم یہ

سمجھتے ہیں کہ یہ تو ایک عوامی فیصلہ ہے۔جب آپ ایک حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں تو پھر آپ نے Ground realities کو تسلیم کرنا ہو گا۔آپ نے ان ممبران کی قدر کرنا ہو گی، آپ نے ان کو وہ فنڈ دینے ہوں گے۔جناب والا، اس لئے ہم Stress کر رہے تھے کہ اس کیلئے ایک Mechanism اور ایک طریقہ کار ہونا چاہئے۔جناب سپیکر! میں محسوس کرتا ہوں کہ ہمارے جتنے بھی قائدین اس وقت یہاں پہ بولے ہیں، آپ نے کسی کو بھی چپ رہنے کا اشارہ نہیں دیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپ شاید مجھے یہ کہہ دیں۔جناب والا! میں اوٹ پٹانگ نہیں ماروں گا، نہ میں بغیر کسی وجہ کے اس ہاؤس کا وقت ضائع کروں گا لیکن میں حقیقت بات ضرور کروں گا اور آپ جناب سپیکر، چونکہ یہ ڈیبیٹ ہے، ہمیں موقع دیں گے، پانچ، چھ منٹ اور لوں گا۔اس کے بعد میرے جتنے بھی معزز اراکین ہیں، وہ جناب والا اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔

جناب سپیکر: لے لیں، لے لیں۔

جناب انور کمال: جناب والا! اس وقت میرے پاس جو کاغذ موجود ہے، اس پہ چودہ پوائنٹس ہیں اور عبدالاکبر خان نے بڑی وضاحت سے اس کی طرف اشارہ بھی کیا ہے۔جناب والا! اگر یہ چودہ پوائنٹس آپ نکتہ بہ نکتہ تعمیر سرحد کے اس سلسلے کو چلائیں تو میرے خیال میں جس کے سر کے بال کالے ہیں، وہ سفید ہو جائیں گے اور جن کے سر پر دو تین چار بال ہیں، وہ بھی گر جائیں گے، وہ بھی گر جائیں گے۔اس میں آپ دیکھیں جناب والا، جو Identification کا Process ہے، جو Approval کا Process ہے، چودہ نکات ہیں اور یہی وہ نکات ہیں جو اس تعمیر سرحد کے حوالے سے ہمارے ممبران کے اس فنڈ کی Utilization میں جناب والا، رکاوٹ کا باعث بنے ہوئے ہیں۔اب عبدالاکبر خان نے فرمایا کہ ایک منٹ میں اس کا علاج موجود ہے، میں کہتا ہوں کہ With due apology میں آدھے منٹ میں اس کا علاج آپ کو دے دیتا ہوں، وہ ایک منٹ بھی بہت زیادہ ہے۔جناب والا! آدھے منٹ میں اس کا علاج موجود ہے، یہ جو طریقہ کار موجود ہے، میں نے آپ کو اس کا عرصہ بھی بتا دیا اور جناب والا، اس کے ساتھ ساتھ ہمارے وزیر موصوف یہاں پہ بیٹھے ہوئے ہیں، ان کو بھی اس چیز کا علم ہے کہ اس وقت مرکز کی طرف سے خوشحال پروگرام بھی چل رہا ہے۔جناب والا! آپ نے اس صوبے میں فنڈز کے Utilization کے دو طریقہ کار کیوں رائج کئے ہیں؟ اس سے ہم کیا مراد لیں؟ کیا ہم یہ مراد لیں کہ آپ صحیح طریقے سے فنڈ خرچ کرنا چاہتے ہیں،

آپ تمام وہ Financial discipline پورا کرنا چاہتے ہیں؟ اگر وہ طریقہ کار آپ کا ہے تو جناب والا، خوشحال پاکستان پروگرام کے حوالے سے فنانس ڈیپارٹمنٹ محض ایک Transfer advice، ایک چھٹی ہوتی ہے، جسے وہ Transfer advise کہتے ہیں۔ سٹیٹ بینک کو بھیجتا ہے اور ان کو حکم دیتا ہے کہ یہ آپ فنڈ Transfer کر دیں اکائنٹ نمبر 1 میں، جس کو آپ ڈی۔ سی۔ او کا اکاؤنٹ کہتے ہیں اور ایک ہی فنانس کے اس Transfer Advice سے جناب سپیکر، آپ کے تمام فنڈز جو کہ مرکز سے آتے ہیں، وہ تمام آپ کے D.C.Os کے پاس Transfer ہو جاتے ہیں۔ جناب والا! اس لیٹر کو لکھنے میں آپ کا کتنا وقت لگے گا؟ آپ کا ایک منٹ کا وقت لگے گا۔ جناب والا! اگر یہی طریقہ کار جو کہ خوشحال پاکستان کے حوالے سے یہاں پہ موجود ہے تو مجھے کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ آج آپ تعمیر سرحد کے حوالے سے ایسی رکاوٹیں اپنی راہ میں حائل کریں تو یہ لوگ، یہ ساتھی، یہ حکومتی، ٹریژری بینچز کے اراکین، یہ اپوزیشن کے اراکین اس پر سوچنے کیلئے مجبور ہو جائیں گے کہ جناب والا، حکومت تو ایک طرف آپ کو فنڈز دینے کا تہیہ کرتی ہے، اعلان بھی کرتی ہے لیکن دوسری طرف آپ کو آدھا پیٹ بھرنے کیلئے کھانا بھی دیتی ہے تاکہ ساری عمر آپ منہ چباتے رہیں اور پیٹ بھر کر آپ کھانا نہیں کھا سکتے ہیں۔ جناب والا! اس کے حوالے سے جو طریقہ کار موجود ہے، میں آج بھی دعوے سے کہتا ہوں کہ کل پرسوں، ترسوں ان کے خطوط ہمیں موصول ہوئے ہیں اور وہ خط صرف انور کمال کے نام پہ موصول نہیں ہوا، سوائے چار بندوں کے، چار ہمارے معزز ساتھیوں کے جن میں وزیر اعلیٰ صاحب شامل ہیں اور ہمارے ایک یادو اور معزز ساتھی شامل ہیں، باقی ان تمام اراکین کو وہ خط ملے ہیں کہ تعمیر سرحد کے حوالے سے آپ کے پروگرامز جو ہیں 04-2003 کے، جس طرح بشیر بلور خان نے اشارہ کیا کہ ہمارے ساتھ یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ 2002 اور 2003 کے جو فنڈز ہیں، وہ پچاس لاکھ ہیں، وہ چھ مہینے کے حوالے سے ہیں، جو اگلے سال کے ہوں گے 04-2003 کیلئے، مارچ کا مہینہ آ چکا ہے، اس لئے آج یہ خطوط تمام اسمبلی کے تقریباً پچانوے فیصد اراکین کو ملے ہیں کہ اگر آپ نے اپنی سکیمیں ہمارے پاس نہیں بھجوائیں تو آپ یہ تصور کر لیں کہ آپ کے فنڈز Lapse تصور ہوں گے۔ یہی خطوط آپ کو بھی ملے ہیں، یہی خطوط ان کو بھی ملے ہیں، یہی خطوط ہمیں بھی ملے ہیں۔ جناب والا! میرے کہنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ حکومت غلط اقدام کر رہی ہے۔ ہمیں چاہئیے کہ ہم بروقت اپنی سکیمیں دیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ خط کچھ نیک نیتی سے اس لئے نہیں لکھے گئے کہ جو خط کم از کم

مجھے اپنے حوالے سے یہ علم ہے کہ 2003ءاور2004ء تعمیر سرحد کا جتنا بھی اپنا پروگرام تھا، وہ میں نے 19 جنوری 2003 کو ان کے حوالے کر دیا تھا۔ آج حکومت ہمیں خط بھیج رہی ہے کہ آج پندرہ مارچ ہو چکا ہے ان کے پاس وہ سکیمیں آج تک نہیں پہنچیں تو جناب والا، اس میں انور کمال کا کیا قصور ہے؟ اس میں ہمارے دیگر ساتھیوں کا کیا قصور ہے؟ ہم تو اپنا فرض ادا کر چکے ہیں۔ ہم تو وہ تمام سکیمیں D.C.O کو حوالہ کر چکے ہیں۔ ہم نے تو وہ تمام سکیمیں فرداً فرداً ان کے دفتروں میں دے دیئے ہیں۔ جناب والا! اگر کوتاہی ہو رہی ہے تو یہ پھر اسی طریقہ کار کی کوتاہی ہے۔ جناب! اس Mechanism کی عدم موجودگی کی کوتاہی ہے، جناب! اس فارمولے کی عدم موجودگی کی کوتاہی ہے کہ آج دو مہینے ہو گئے ہیں جناب والا، ہم نے وہ سکیمیں وہاں پہ دی ہوئی ہیں، نہ ان سکیموں کی Approval ہو رہی ہے، نہ ان کی DDC ہو رہی ہے۔ میں دور کی بات نہیں کرتا، میں نے یہاں پشاور میں PDA کو ایک دو لاکھ روپے کے Estimates کا ایک کاغذ تھمایا ہوا ہے، آج اس کو ڈھائی مہینے ہو گئے ہیں اور اسی Estimate کی خاطر PDA لگی ہوئی ہے اور انہوں نے لاہور سے Consultants بلائے ہوئے ہیں یہاں یہ پارک کی Development کیلئے۔ تو جناب والا، آپ ایسے اداروں سے، ایسے لوگوں کو جن کو آپ نے ان کے سروں پہ بٹھایا ہوا ہے، کیا توقع رکھتے ہیں کہ وہ ایک پارک کی Development کیلئے ایک Land scaping کیلئے دو دو ماہ کا عرصہ وہ آپ سے مانگ رہے ہیں اور اس کیلئے بھی کیا PDA کے پاس کوئی پراجیکٹ ڈائریکٹرز موجود نہیں ہے؟ کیا ان کے پاس انجینئرز موجود نہیں ہیں، کیا ان کے پاس کوالیفائیڈ لوگ موجود نہیں ہیں جو یہ کنسلٹنٹس کو لاہور سے بلواتے ہیں؟ کتنا پیسہ ہو گا؟ چار لاکھ ہو گا، پانچ لاکھ ہو گا، چھ لاکھ ہو گا۔ آپ اندازہ لگائیں کہ جو کنسلٹنٹس لاہور سے آئیں گے کیا وہ آپ سے ہزاروں روپے طلب کریں گے؟ کیا وہ آپ سے سینکڑوں روپے طلب کریں گے؟ نہیں وہ آپ سے فیس اگر لیں گے تو وہ آپ سے لاکھوں کی فیس لیں گے۔ جب وہ لاہور سے آئیں گے لاکھوں کی فیس لیں گے۔ هغه پښتو کښ وائی" د دوه آنو شادو نه وه او د اته آنو زنځیرئے ځان سره یوړو۔ وائی د آته انو زنځیر ئے هم د ځان سره یوړو"۔ زور آوره، ہمارے پیسے کتنے پیسے ہیں؟ چار لاکھ، پانچ لاکھ، روپے ہوں گے اور اس میں لاکھ، سوا لاکھ یا ڈیڑھ لاکھ روپے آپ Consultancy پہ ضائع کر جائیں گے۔ جناب والا! ہم اس لئے ضروری سمجھتے ہیں کہ اسی حوالے سے تعمیر سرحد کے حوالے سے اور جہاں پہ حکومت

کو ہم نے تجاویز دی ہیں اور اگر حکومت نیک نیتی سے یہ سلسلہ کر رہی ہے تو اس پہ چاہیئے کہ وہ اس سسٹم کو، جب آپ کسی کو خوش ہی کرنا چاہتے ہیں تو آپ اس سسٹم کو کم از کم Curtail کر لیں۔ آپ اس سسٹم کا ایک اچھا طریقہ نکالیں اور میں نے آج اس کیلئے آپ کو ایک طریقہ کار بتایا ہے کہ خوشحال پاکستان کے حوالے سے ایک Letter of advise فنانس ڈیپارٹمنٹ سے جاتا ہے، سٹیٹ بینک کو اور آپ کے تمام فنڈز DCO کے پاس ٹرانسفر ہو جاتے ہیں۔ جناب والا! یہی طریقہ کار اس کا اپنائیں اور مہربانی کریں۔ ہم حکومت سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ جو وعدے انہوں نے ہمارے ساتھ کیے ہیں، میں آج بھی سمجھتا ہوں کہ یہ 2003 ہے، اگر آج بھی یہ فنڈز تمام ریلیز کر لیں تو پھر یہ پیسہ 2003 سے جون میں چلا جائے گا اور آپ کے اگلے سال کیلئے چلا جائے گا۔ جو پیسہ آپ کے اگلے سال کیلئے چلا جائے تو آپ اگلے سال کیلئے کیا توقع رکھیں گے حکومت سے، وہ یہی کہیں گے کہ جی یہ پچھلے سال کا پیسہ تو آپ خرچ کر لیں اور اس کے بعد آپ کیلئے اور پیسے مہیا ہوں گے۔ جناب والا! مجھے امید ہے کہ حکومت اور ہمارے وزراء صاحبان اور خصوصاً سردار صاحب جو اس معاملے میں بڑے مخلص بھی ہیں اور وہ ہماری مدد بھی کرنا چاہتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ ہمارے ساتھی ان سے بہت زیادہ خوش بھی ہیں اور وہ ان کے حق میں بھی بات کرتے ہیں، اس لئے کہ D-DAC کے حوالے سے ہم نے جب بھی بات کی تو کم از کم ان کا ایک کلیدی کردار رہا ہے اور آپ نے آج بھی یہی گلہ کیا ہے کہ آپ نے سیلیکٹ کمیٹی کے حوالے کر دیا، ہمیں آپ نے کس کے حوالے کر دیا ہے؟ آپ نے ہمیں کس کے حوالے کر دیا؟ یہ بھی تو آپ سوچیں اور اگر یہی طریقہ کار رہا تو جناب والا، جو پہلے D-DAC کا حال ہوا تھا، وہی حال ابھی بھی ہماری اس D-DAC کا ہو گا۔ شکریہ جناب۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ جناب میاں نثار گل صاحب۔ (Absent) جناب ڈاکٹر محمد سلیم خان صاحب۔ مشتاق غنی صاحب! آپ غیر حاضر تھے۔ جی، ڈاکٹر سلیم صاحب۔

ڈاکٹر محمد سلیم: محترم جناب سپیکر صاحب! زہ ستاسو ډیره زیاته شکریه ادا کوم چه تاسو ما له تعمیر سرحد پروګرام باندے د خبرو کولو موقع راکړه۔ زما نه مخکښ بشیر بلور صاحب، انور کمال خان، عبد الاکبر خان صاحب د نثر په ژبه کښ بنه به Detail کښ خبرے اوکړے۔ د اسے څه خاص پاتے نه دی خو زه چه دے حالاتو ته ګورم، د فنډ

دے Delay ته گورم، دے Complications ته گورمه نو ماته ديو شاعر هغه شعرونه ياديږی۔ وائی چه

آه کوچاہیئےاک عمراثرہونےتک   کون جیتاہےتیری زلف کےسرہونےتک

ہم نےماناکہ تغافل نہ کروگےلیکن   خاک ہوجائیں گےہم تم کوخبرہونےتک

(نعرہائےتحسین)

نو اول خو دا پروگرام ډير زيات Complicated، دا د دے تعمير سرحد پروگرام په دغه باندے ما اووئيل۔ دا پروگرام دومره زيات Complicated دے چه د دے صرف منظوری اغستل په يو کال کښې نه کيږی۔ د ضلعی حکومت عبدالاکبر خان اووئيل، په Detail کښې نه ځمه او د ضلعی حکومت نه چه کيس را اوباسی نو شپږ مياشتے پرے لګی۔ بيا دلته صوبے ته راشی۔ په صوبه کښې خو دے دفترونو کښې به دومره چکرے وهے چه دوه درے جوړے څپلئ به خا مخا ختموے او بيا هم کله تا ته سکيمونو واپس راليږی چه بهئ دا ټهيک نه دی۔ ما ته ئے خپل سکيمونه مخکښې ځل واپس کړے وو۔ ما ورته وئيل خانه، زه دے پارليمنټ ته په ړومبی ځل نه يم راغلے، داسکيمونه خو مخکښې هم مونږ ډير ځل را ليږلی وو، څه نوے تجربه نه ده۔ آخر دے کښې نقص څه دے ؟ نو خبره دا ده چه دا طريقه ډيره زياته Complicated ده۔ زما د کلی يو سړے وو، د دے 2003 په جولائی، اګست کښې ماته وائی چه بهئ وخت خو ډير اوشو، د حکومت تقريباً کال برابر يدو کښې دے، زمونږ دا لارے کوڅے به کله کوے ؟ ما ورته وئيل بس يو څو ورځو کښې فنډ را روان دے نو ماته وائی چه دا فنډ به د چينګلئ نه راځی نو ما ورته وئيل که د چينګلئ نه راتللے او که په ګاډی کښې راتلے، دوه درے ګهنټے کښې به را رسيدلے وے او که پياده وے نو دوه څلور ورځے کښې به را رسيدلے وو خو د چترال نه را روان دے او لارے ټولے بندے دی، نو په دے وجه باندے دا فنډ دلته نه را رسی۔ دا خو مے ورته نه وئيل چه د پيښور نه راځی او پيښور نه په ډير لږ ټائم کښې، دا فيکس وخت دے، د هر څه ټائم دے په ډير لږ ټائم کښې دا را رسيدے شی نو ځکه زه دا خبره کوم چه د 2002 اور 2003، څنګه چه انور کمال خان اووئيل، هغه فنډ لا اوس پرے مونږ کار کوؤ، مونږ پرے کار شروع کړے دے۔ لا تقريباً نيم به شوے وی، نيم لا

اوس هم پاتے دے۔ د 2003 اور 2004 خبره کوؤ چه دا خولا مونږ ته اوس اوس خطونه راغلل، انور کمال خان اووئیل، په ډیټیل کښ نه ځمه، اوس به انور کمال خان وائی چه ما یو ځل سکیمونه لیږلی دی، ما ګورے دوه ځله سکیمونه لیږلی دی خو کله DCO وائی چه سبا به ئے کوؤ او بله ورځ به ئے کوؤ، نو D.C.O ته زما خیال دے ما به یو شل ځله ټیلیفون کړے وی، اوس ئے وئیلی دی چه بهئ ستاسو سکیمونه ما منظور کړل او در لیږم ئے او دا کومه خبره ده چه د ټولو ایم۔پی۔ایز د یو علاقے سکیمونه به یو ځائے منظوریږی۔ ما مخکښ سکیم اولیږو نو زما هغه د مخکښ منظور شی،چه کوم وروستو اولیږی، هغه د وروستو منظور شی۔ د غسے په صوبه کښ هم دغه پوزیشن وی۔یو سړے په سترګو ړوند وو، بیمار شوے وو، رشته دار و د بل کور نه واله کهیر راوړو، ورته ئے وئیل پاڅه، بابا بوډا ئے، په سترګو ړوندو ئے پیدائشی، دا کهیر اوخوره۔ هغه ورته وئیل دا کهیر څه شے دے؟ وئیل یره ډیر خوږ دے او سپین هم دے۔ وئیل لکه د څه شی په شان سپین دے؟ وئی لکه د پیو په شان سپین دے۔ ورته ئے وئیل یره دا پئی څنګه وی؟هغه خو پئی هم نه وو لیدلی کنه، وئیل یره دا د بطحے په شان دی، نو هغه وئیل چه یره دا بطحه پکښ څنګه وی نو هغوی ورله بطحه راوسته او ده پرے لاس اوهو، نو ده پرے لاس اوهو نو کله هغه کړه وړه وه نو وئیل ئے *"یہ تو بہت ہی ٹیڑھی کھیر ہے"* زه وایم دا مونږ CUP Fund چه دے، دا خو ډیر کوږ ووږ دے۔ مهربانی اوکړئ دا طریقه ئے لږه آسانه کړئ نو بیا به دا خبره ښه شی۔ اوس یو خبره بله کوم چه 2002-03 کښ خو مونږ ته پنځوس لکهه فنډ ملاؤ شو۔ وزیر اعلیٰ صاحب وئیلی وو بلکه زه اوس تپوس کوم د منسټر صاحب نه چه دا اوسنے فنډ به پنځوس لکهه وی او که یو کروړ به وی؟ولے چه هغه خو د شپږو میاشتو وو او دا ګورے د سالم مال دے۔ او که پنځوس لکهه وی نو پنځوس لکهه ګورے ډیر لږ دے۔ د خښتے قیمت ته او ګورئ، د سرئیے قیمت ته اوګورئ، د سیمنټو قیمت ته او ګورئ۔ هر یو قیمت یو په درے سیوا شوے دے۔ که فنډ لکه د 1993-94 هم هغه پنځوس لکهه وی نو دا به ګورے ډیر لږ وی۔ په پنځوس لکهه روپئ به هیڅ نه کیږی۔ نه پرے لاره کیږی او نه پرے نالئ۔ مونږ که لاره شروع کړو نو نالئ پاتے وی، که نالئ شروع کړو نو هغه هم را نه نیمه کښ پاتے شی۔ زه ډیر

وخت نه اخلمه، منسټر صاحب به مونږ ته دا یقین دهانی راکړی چه یره دا فنډ به نه Lapse کیږی، خو ګورے که تاسو ته یاد وی نو 2003 کښې هم مونږ دا خبرے کړے وے چه دے فنډ کښې ډیر لږ وخت دے او دا به په جون کښې Lapse شی، نو منسټر صاحب په دے ځائے کښې په دے ایوان کښې مونږ ته دا تسلی راکړے وه چه دا فنډ به نه Lapse کیږی۔ هغه فنډ Lapse هم شو، په ټائم مونږ ته ملاؤ هم نه شو او 2002-03 فنډ مونږ ته اوس په 2004 کښې ملاؤ شو، نو زه آخیری کښې دا خپلے خبرے په دے یو دوه شعرونو باندے ختمومه او دا ګورے منسټر صاحب ته اشاره کومه۔ وائی

ے تیرے وعدے پر جیئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

جناب سپیکر: محترمہ سیمین محمود جان صاحبہ۔

ڈاکٹر سیمین محمود جان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر صاحب، آپ کا شکریہ۔ جناب سپیکر صاحب! تعمیر سرحد کے جو پروگرام ہیں، وہ ہمارے عوام کی خدمت کیلئے ہیں اور یہاں پر ہم سب معزز اراکین کی یہی خواہش ہے کہ ہم اپنے حلقوں کی خدمت کر سکیں اور جو ان کی بنیادی ضروریات ہیں، ان کو ہم پورا کر سکیں۔ جناب سپیکر صاحب! ہمارے عوام کی جو بنیادی ضروریات ہیں، وہ ہیں بجلی، پانی، گیس، تعلیم اور صحت۔ جب تعمیر سرحد پروگرام شروع ہوا تو میں نے ایک لیٹر اپنے محترم وزیر بلدیات صاحب کو بھیجا۔ اس میں میں نے Recommendations دیں۔ چونکہ ہم خواتین ہیں، ہم چاہتی ہیں کہ ہم خواتین کی فلاح و بہبود کیلئے ایسے پراجیکٹس بنائیں جن سے ان کو روزگار بھی مل سکے اور ان کی صحت اور تعلیم کیلئے بھی فائدہ ہو۔ تو جناب وزیر صاحب نے مہربانی کی، انہوں نے اپنی کمیٹی کو بھی میرا لیٹر بھیجا جس میں سارے پلاننگ اینڈ ڈیویلپمنٹ والے تھے اور میری یہ درخواست تھی کہ اس میں دستکاری سنٹرز، Mother and Child health care centres اور سکولز جو ہیں، ان کی بھی اجازت دی جائے کہ تعمیر سرحد پروگرام میں ایسے پراجیکٹس ہوں کیونکہ ابھی جو ہمیں گائیڈ لائنز ملی ہیں کہ آپ سڑکیں بنائیں، گلی کوچے بنائیں اور یہ گند آپ ہٹائیں، یہ تو ناظمین بھی کر سکتے ہیں۔ تو میری یہ درخواست ہے کہ تعمیر سرحد پروگرامز کو، اس صوبائی اسمبلی کی ممبر کی حیثیت سے میں آپ سے یہ درخواست کرتی

ہوں کہ ان گائیڈ لائنز کو ذرا Change کیا جائے اور ہمیں اجازت دی جائے کہ ہم سکولز، Mother and Child health care centres اور دستکاری سنٹرز بنا سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جہاں بھی ہم جاتے ہیں جناب سپیکر صاحب، لوگ ہمیں درخواست کرتے ہیں کہ ایک ٹیوب ویل بنایا جائے۔ تو میں نے تعمیر سرحد پروگرام میں شروع میں ہر علاقے کیلئے ٹیوب ویل کیلئے درخواست کی تھی تو وہ Reject ہوئی کہ ٹیوب ویل اس لئے نہیں بن سکتا کہ وہاں پر پھر لوگوں کو روزگار ملے گا۔ تو ایک یہ میری درخواست ہے صوبائی اسمبلی کی وساطت سے حکومت سے کہ ٹیوب ویلز کو ضرور شامل کیا جائے، خاص کر جو ہمارے جنوبی اضلاع ہیں، وہاں پر تو پانی کی بہت سخت قلت ہے۔ دور دور تک ہماری خواتین نے سر پہ مٹکے لئے ہوتے ہیں اور وہ جا کر وہاں سے پانی لاتی ہیں۔ تو مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسے Hard and fast rules نہیں ہونے چاہئیں کہ شروع میں جو گائیڈ لائنز تھیں بس وہی ہیں۔ تو میں سمجھتی ہوں ابھی بھی وقت ہے، چونکہ ہمیں وہ لیٹر آیا ہے کہ ابھی تک وہ Approve نہیں ہوئے تو 2003-04 کے بھی جو ہمارے فنڈز ہیں، ان میں ٹیوب ویلز، Mother and Child health care centres دستکاری سنٹرز اور سکولوں کیلئے ہمیں اجازت دی جائے۔ شکریہ۔

<u>جناب سپیکر:</u> تھینک یو۔ مشتاق احمد غنی صاحب، جناب مشتاق احمد غنی صاحب۔ پھر چلے گئے ہیں۔ جناب افتخار احمد خان جھگڑا صاحب، تعمیر سرحد پر آپ، تاسو پرے څه وایئ؟

<u>جناب افتخار احمد خان جھگڑا:</u> ما خو څه نه دی وئیلی۔

<u>جناب سپیکر:</u> نوم مو را کړے دے۔ زه نه پوهیږم، په لسټ کښې دے۔

<u>جناب افتخار احمد خان جھگڑا:</u> تاسو را ته ټائم را کړو نو ستاسو په وساطت سره، یا دغه سره به پرے یو دوه خبرے او کړو۔

<u>جناب سپیکر:</u> جی۔

<u>جناب افتخار احمد خان جھگڑا:</u> جناب سپیکر صاحب! اول خو زما خپل دا یو ذاتی رائے ده چه دا کوم د یو پنځوس لکهو والا کار شروع شوے دے، دا شاید In the long term د MPAs پاره یو وبال جان دے ځکه چه یو ځائے کښې خو د یونین کونسل ناظم ته

پنځوس نه چه اتیا لکهه، یو کروړ، یونیم کروړ او دوه کروړه دوئ کار ورکوی، هلته کښې صوبائی اسمبلئ ممبر ته وائی چه ته د جهګړا نه واخله تر سرد ریاب پورے پنځوس لکهه تقسیم کړه، په لس یونین کونسلو۔۔۔۔

جناب سپیکر: ربانی صاحب له ئے د تقسیم چل ورځی۔

جناب افتخار احمد خان جهګړا: او جی، دویمه خبره دا ده چه په هغے کښې که تاسو مکمل صحیح کارونه کوئ نو د دوه درے سکیمونو نه سیوا کیږی هم نه۔ د خلقو توقعات ډیر زیات دی نو زما خپل هغه دا دے چه په دے کښې که مونږ دے لیول ته راځو چه باجریانے کوؤ او دا کوؤ نو هم ښه خبره نه ده ځکه چه هغه څه کار نه دے۔ په یو باران کښې بیا هغه نه وی خو چونکه دا ایم پی ایز ته ګرانټ شوے دے نو زما په خیال باندے یو Concentrationعلاوه د دے نه زیات، زما خیال دے په اے ډی پی کښې هم سکیمونه دی، اوسه پورے مونږ ته د هغے هیڅ د غه هم نه دے ملاؤ شوے، څه Fundingپکښې نه دے شوے، فنډز نه دی ریلیز شوی۔هیڅ کار هم نه دے شوے۔ چه مونږ کلی ته لاړ شو، ورته اووایو چه دا کوڅه درله کوؤ، دوه لکهه روپئ، نو هغوی وائی چه جی دا تا چه مخکښې دا سکول منظور کړے دے او کالج د منظور کړے دے او دا سړک د کړے دے، هغه څه شول؟ نو هغه هم مونږ ته Problem دے، دا هم مونږ ته Problemدے او دویم دا ده چه د دے Executionچه دے، هغه د سکیمونو منظورئ طریقه کار چه دے، هغه دومره Complicatedدے چه، دا پخوا حکومتونو هم کړی دی، دا نه ده چه ړومبی ځل داشے شوے دے خو دا به داسے وه چه د MPAپهDiscretionباندے به وه او یو ځل به چه فیصله اوشوه چه دا فنډ MPAته ریلیز کړئ نو بیا به د هغے نه پس هغه به مثال د DCOیا دغه په هغے وخت کښې DDACوو یا څه هم چه وو، په هغه لیول به هغه سکیمونه Sort outشول اوس مونږه نهه میاشتے تیرے شولے، تیر کال هم تقریباً په دسمبر کښې مونږ ته فنډز ملاؤ شو، دے ځل له هم دا دے تقریباً دا څویمه میاشت ده، اوس هغه بله ورځ مونږ ته چهټئ دلته په میز پرته وه چه فوراً سکیمونه ورکړئ نو مونږه دا دے اوس څلور پنځو ورځو نه لګیا یو ټوله علاقه مو په مخه راغستے ده او په هغے کښې چهان بین کوؤ چه یره کوم ضروری دی او چاته Preferenceورکړو، نو داسے

بعض مسائل دی چه دا تاسوپخپله واقف یئ د دے نه، پخپله په دے اسمبلئ کښ پاتے یئ، په هغه خپل وخت کښں مو په نورو نومونو کپ، تعمیر وطن، فلانا، فلانا او فلانا چه آیا د دے نه At the end of it څه به جوړیږی ؟ زه ستا سو ډیر زیات مشکور یم چه تاسو ماته موقع را کړه۔ ډیره مهربانی۔

جناب سپیکر: جی، جناب سید ظاہر علی شاہ صاحب۔

سید ظاہر علی شاہ: شکریہ، جناب سپیکر۔ تعمیر سرحد کے حوالے سے کافی لوگوں نے بحث کی ہے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت ہم سب کو کھیلار ہی ہے، باقی کرنا انہوں نے وہی ہوتا ہے جو وہ خود کرتے ہیں۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ صرف گپ شپ ہے کہ ہم ادھر سے باتیں کرلیں، ادھر سے کوئی جواب دیدے باقی کرنا آپ لوگوں نے ہے، حکومت نے وہی کرنا ہے آپ نے جس کا عہد کیا ہوا ہے جو کچھ آج آپ لوگ کر رہے ہیں۔ باقی جہاں تک انہوں نے اس کے طریقہ کار کا بتایا، میں سمجھتا ہوں کہ واقعی بہت، اور وہ مقصد، آپ کی سوچ کے پیچھے نظر شاید یہی آتا ہے کہ اس کو اتنا لمبا کرو کہ دوسرا اسے چھوڑ دے اور یہ ہو ہی نہ ہو، بہر حال میں آپ کے توسط سے حکومت سے درخواست کروں گا کہ اس کو تھوڑا سا Simplify کرے تاکہ لوگوں کے Problem solve ہوں۔

Mr. Speaker: Thank you. Janab Tariq Khattak Sahib (Absent) Janab Hamid Iqbal Sahib, (Absent), Janab Muhammad Ali shah Bacha, (Absent), Janab Qurban Ali Khan. (Applause)

تقریر کول غواړئ؟

جناب قربان علی خان: نه جی بس، بس دغه مشرانو خبرے اوکړے او اسلام کښں هم سادګی ده چه څومره ئے ساده کولے شئ نو دومره ئے ساده کړئ ځکه چه مونږ ته خو ئے زړه اوچولو او په خبرو ځان ته زړه نه چوؤ۔

جناب سپیکر: دا ډیر ښه تقریر دے کنه۔

جناب قربان علی خان: او جی، Thank you جی۔

جناب سپیکر: جناب مظہر علی شاہ صاحب۔

جناب عبدالاکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر جی۔ دا پروګرام خو د دے ټولے اسمبلئ د ممبرانو دے، مونږه حیران یو چه صرف د شاهد صاحب نه علاوه د ګورنمنټ بینچز هډو نوم نه دے درج شوے په دے سلسله کښې۔

جناب سپیکر: را روان یم، را رواوان یم په دے لسټ کښې، زه خو په سیریل نمبر راروان یم نو جناب زرګل خان صاحب۔ (Absent) جناب سعید خان صاحب۔

جناب سعید خان: اعوذ باللّٰه من الشیطن الرجیم۔بسم اللّٰه الرحمن الرحیم۔

جناب سپیکر: تعمیر سرحد دے بنه۔

جناب سعید خان: مهربانی سپیکر صاحب۔ په دے موضوع خو جی مونږه مخکښې هم خبرے کړی دی او د دے او د این ایف سی او د دے ټولو منطق تقریباً یو دے۔ زه به یو Suggestion ورکړم، دے له د تعمیر سرحد په ځائے تعمیر بنوں نوم کیږدئ، خلق به پرے لږ په آسانه پوهه شی۔ السلام علیکم۔

جناب سپیکر: مهربانی جی۔ جناب نادر شاه صاحب، جناب نادر شاه صاحب۔

(تالیاں)

جناب نادر شاہ: شکریه سپیکر صاحب، زمونږ دے محترمو ممبرانو په دے باندے ډیر بنه سیر حاصل بحث کړے دے، واقعی چه دا یو دومره لمبی چوړی کهانی ده چه ته به، مطلب دا دے چه د شلو دفترو چکرے لګوے۔ آسانه طریقه خو د دے دا وه چه دا پیسے خو هسے هم مونږه نه خرچ کوؤ، هم دا ګورنمنټ، دا ایجنسئ ئے خرچ کوی نو پکار ده چه دوئ دا پیسے مونږ ته په سالانه بجټ کښې راکړے وے او داسے ئے دا DCO ته لیږلے وے او هلته چه کوم خلق ئے خرچ کوی هغوی ته ئے وئیلے چه دوئ د ورله خپل سکیمونه ورکړی او دوئ ته به ئے صرف انفارمیشن کولے۔ د دے خبرے څه ضرورت دے په دے تعمیر سرحد کښې چه د هغه ځائے نه به سکیمونه راځلے، دوه میاشتے به د DCO په دفتر کښې پراته وی او د هغه ځائے بیا راځی او د ډی جی په آفس کښې به درے میاشتے اړوی او بیا به د هغے نه پس ځی P&D ته او د P&D نه پس به ځی بیا چیف

سیکرټری ته او د چیف سیکرټری نه به بیا چیف منسټر ته ځی او د هغه ځائے نه بیا په یو لمبا چوړا قصه راځی او درے میاشتے به فنانس هغه پیسے ریلیز کوی، نو سپیکر صاحب، دا ډیره ګرانه طریقه ده، دا یوه بهانه ده زمونږه د فنډز د Lapse کولو د پاره چه یره اوس ئے په مونږ پسے لا دوباره چهټئ رالیږلی دی. مونږ سکیمونه ورکړی دی نو دغه کیږی او د دے نه مخکښ هم که فرض کړه نور څوک نه دی پاتے شوی او چلو مونږ خو نوی خلق یو، دلته زاړه خلق شته دے او دا زمونږ وزیر اعلیٰ صاحب پخپله د زړے اسمبلئ ممبر پاتے شوے دے او هغه ته د دے فنډ د ورکولو طریقه معلومه ده نو هغه طریقے دوئ ولے نه اختیاروی؟ د دے نه مخکښ خو دا پیسے د صوبائی او د قومی اسمبلئ ممبرانو ته نغدے ورکړے شوی دی نو مونږ خوئے نغدے نه غواړو خو هم هغه ځائے ئے ترینه غواړو. DCO ته د دا پیسے ډائرکټ راځی او هغوی له د ورکړے کیږی او مونږ به هغوی له فنډز ورکوؤ او هلته چه کومے ایجنسئ دی، هغه به هغه پیسے زمونږ خرچ کوی او دوئ د بره هغوی ته په دے کښ انفارمیشن کوی. د دومره لوئے Process نه تیریدل، د دے خبرے څه ضرورت پاتے شوے دے چه ګنی یره دا پیسے خو مونږ په خپل جیب کښ نه اچوؤ، هم د دوئ د ګورنمنټ چه دا کومے ایجنسئ دی، که هلته کښ فرض کړه دغه خلق ناست دی کنه، که د دوئ دا خیال دے چه ګنی هغه کرپټ دی نو دلته بره به ګنی کرپټ نه وی؟ خو یو شانتے دغه دی، د ګورنمنټ دغه دی. بیوروکریټس دی، هغه هم دی او دوئ هم دی نو چه فرض کړه د دوئ په ذریعه دومره لوئے چکر نه تیروی نو هلته کښ د په ځائے کښ مونږ ته پیسے راکوی او په هغه ځائے کښ چه کوم ځائے کښ ملاویږی، مونږ به هلته خپل سکیمونه ورکوؤ. اوسه پورے به مونږه دا یو کروړ روپئ وختی خرچ کړے وے خو لیکن د دغه اوږد چکر د وجے نه مونږ ته صرف پچاس لاکھ روپئ، څنګه چه دوئ مخکښ اووئیل، پچاس لاکھ روپئ مونږ ته ملاؤ شوی دی او هغه زمونږه سره وعده شوے وه د یو کروړ روپو چه مونږه دا پچاس لاکھ روپئ د دے تیر د پاره شوے او په دے فلور باندے وعده شوے وه نو هغه شانتے مونږ ته یو کروړ روپئ، او مونږ له د دا دهمکیانے نه راکوی چه ګنی یرا دا پیسے چه کوم دی نو که تاسو مونږ ته سکیمونه رااونه لیږئ نو دا به Lapse کیږی. دا سکیمونه به خامخا Lapse کیږی چه دا کوم چکر دوئ جوړ کړے دے او په دفترو کښ

پراته وی او د یو یو بابو مونږه سلام کوؤ او د یو یو سیکشن آفسر مونږه سلام کوؤ نو بس په دے لږ کښې نور څه دغه نیشته دے ، خامخا به دا Lapseکیږی، لهذا زمونږ گورنمنټ ته او بیا زمونږه وزیر اعلیٰ صاحب ته دا درخواست دے چه دا پیسے مونږ ته ډائریکټ راکوی، DCOته ئے رالیږی او هلته به مونږه هغوی له سکیمونه ورکوؤ او په هغے ځائے کښې به ئے مونږ خرچ کوؤ، مونږه خو ئے پخپله هسے هم نه خرچ کوؤ، گورنمنټ ئے خرچ کوی نو زما دغه درخواست دے چه دا پیسے د مونږ ته، د دے دا طریقه کار چه کوم دے ، دا ډیر Complicatedدے او د دے آسانه طریقه دغه ده، څنگه چه خوشحال پاکستان کښې هغوی ورکوی، یو کس ته پیسے ځی او هغه بیا لاندے DCOته راځی او بیا هغه شان سکیمز هغوی ورکوی او هغه پیسے مختلف ډیپارټمنټس ته هغوی Issueکوی۔شکریه جناب۔

جناب سپیکر: مهربانی۔ ڈاکٹر امتیاز سلطان بخاری صاحبه۔

جناب پیر محمد خان: سپیکر صاحب، یو ریکویسټ کوم۔ زمونږه دے ورور، خبره ډیره اهمه ده که بیا هیره شی، ماته که بیا تاسوموقع راکوله نو تقریر به بیا اوکړم، دا یو ریکویسټ مے کوؤ چه نادر شاه صاحب خبره اوکړه چه د دے نه مخکښې به اسمبلو ته۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: تقریر کوے ته، نوم خود نه دے راکړے ؟

جناب پیر محمد خان: نه جی، سبا ته به ټائم راکړئ خیر دے خو دا یو خبره Clearکومه، دوئ اووئیل چه مخکښې ممبرانو ته به نغدے پیسے ملاویدے نو ته هم مخکښې ممبر پاتے شوے ئے او زه هم پاتے شوے یم۔ مخکښې هم طریقه کار دا ووخو لږ Short cutوو، په آسانه به کیدے او دا اوږده او دا چاپیر چل چه دے ، نغدے پیسے نه مخکښې چاته ملاؤ شوی دی او نه اوس هغه چاته د ملاویدو امکان شته۔ دا که د چا په زړه کښې وی نو دا هسے شک دے۔

جناب سپیکر: مهربانی۔ جناب عبدالماجد خان صاحب، جناب عبدالماجد خان صاحب، نشته۔ محترمه یاسمین خان صاحبه۔

محترمہ یاسمین خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر۔ بڑے اہم موضوع پر آپ نے بولنے کا موقع دیا اور اس لحاظ سے بھی یہ زیادہ اہم موضوع ہے کہ اس کا ڈائریکٹ تعلق عوام اور ان کے نمائندوں کے درمیان ایک اعتماد اور اتحاد کی یک جہتی کی فضاء قائم کرتا ہے۔ جناب سپیکر! میرے خیال میں جب ہم معاشرتی ترقی کی بات کرتے ہیں تو اس کیلئے جو اہم چیز ضروری ہے، وہ ہے Strong Constructive Policy اور Strong Constructive Planning لیکن نہ جانے کیوں جب ہم معاشرتی ترقی کی بات کرتے ہیں، جناب سپیکر، میں چاہوں گی کہ ۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: توجہ ہے، آرڈر پلیز، آڈر۔

محترمہ یاسمین خان: جناب سپیکر! لیکن نہ جانے کیوں جب ہم معاشرتی ترقی کی بات کرتے ہیں تو ہمارا ذہن گلیوں کی پختگی، ہینڈ پمپس اور بجلی کے پولوں تک محدود ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ معاشرتی ترقی کے لیے سہولیات زندگی اہم ہوتی ہیں لیکن سہولیات زندگی کے ساتھ ساتھ ضروریات زندگی کے بغیر بھی معاشرتی ترقی ناممکن ہے۔ جناب سپیکر! ایک بھوکے شخص کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ ہم اپنی سکیموں میں ، ہم اپنے پروگراموں میں کون کونسی سکیمیں شامل کرتے ہیں، ہم کتنی گلیوں کو پختہ کریں گے، ہم کہاں کہاں بجلی اور پانی کا انتظام کریں گے۔ جناب سپیکر! زندگی کی گاڑی ظاہری رنگ و روغن سے ہی نہیں چلتی، اسے چلنے کے لیے بطور ایندھن رزق چاہیے، وہ روٹی مانگتی ہے، اسے روٹی بھی چاہیے۔ ہم اپنے پروگراموں میں اس کے لیے کتنا زیادہ حصہ رکھتے ہیں؟ کچھ بھی نہیں۔ لگتا تو بالکل ایسا ہی ہے۔ جناب سپیکر! میں مانسہرہ کے ایک گاؤں گئی، وہاں میں عورتوں سے ملی۔ میں نے کہا کہ آپ بتایئے ہمیں فنڈز ملے ہیں، ہم آپ کے لیے کیا کریں؟ تو وہاں ایک عورت نے میری گود میں اپنا دوپٹہ ڈالدیا۔ اس نے کہا آپ میری گلی کو پختہ نہ کریں، آپ وہاں کانٹے ڈال دیں، آپ وہاں پتھر ڈال دیں لیکن آپ میرے بیٹے کو نوکری دلوا دیجئے۔ تو میں کیا کرتی جناب سپیکر، یہ میرے اختیار میں نہیں تھا؟ میں اس بارے میں بالکل بے اختیار تھی۔

جناب سپیکر: نام تو آپ نے تعمیر سرحد پر تقریر کرنے کے لیے دیا ہے۔

محترمہ یاسمین خان: جناب سپیکر! یہ تعمیر۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔۔۔ (قطع کلامی)

محترمہ یاسمین خان: جی نہیں، یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ ایک حلقے تک محدود ہیں اور ہم پورے صوبے کے لیے ہیں۔

Mr. Speaker: Please, please address the chair.

محترمہ یاسمین خان: تو جناب سپیکر، وہ کہنے لگی کہ ہمیں آپ چوکیداری کی نوکری دے دیں۔ میں نے کہا کہ چوکیداری کی نوکری کے لیے ایک پالیسی ہے، آپ زمین دیں گی تو ہم آپ کو کلاس فور کی نوکری دے سکتے ہیں۔ اس نے کہا کہ آپ کسی غریب سے یہ توقع رکھتی ہیں کہ اس کے پاس زمین ہو گی؟ اگر زمین ہو تو ہم اپنی محنت سے اس کا سینہ چیر کر اپنے لیے رزق پیدا کر سکتی ہیں۔ آپ ایک معمولی نوکری کے لیے اتنی بڑی شرط لگاتی ہیں۔ جناب سپیکر! میرے پاس اس کی بات کا کوئی جواب نہیں تھا۔ ہم تعمیر سرحد کی بات کرتے ہیں، بھوک بھول جاتے ہیں، غربت بھول جاتے ہیں، بے روزگاری بھول جاتے ہیں۔ پچھلے سیشن میں سینئر وزیر صاحب نے کہا تھا کہ پاکستان چار خاندانوں کا ایک گھر ہے لیکن اگر ایک خاندان بھی بیچ میں بدحال ہوا، پریشان ہوا تو وہ گھر کبھی بھی سکون سے نہیں ہو گا۔ اس گھر میں پریشانی اور بدحالی ہو گی، ضرور بھی ہو گی۔ جناب سپیکر! ہمیں تو مرکز کی جانب سے بھی نظرانداز مسلسل کیا جاتا رہا ہے اور ابھی تک کیا جا رہا ہے لیکن جو کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے، جہاں تک ہمارا اختیار ہے ہم اسے اگر صحیح طریقے سے استعمال کریں تو ہماری پریشانیاں دور ہو سکتی ہیں، نہیں تو ہمارے پروگراموں کی چمک دمک غریب کی تاریک زندگی میں کوئی اجالا نہیں کر سکتی۔ یہ میں دعوے سے کہتی ہوں کیونکہ آپ دیکھیں کہ یہ بھوک کے مارے ہوئے، افلاس کے مارے ہوئے لوگ، یہ زکواۃ کے دفتروں کے چکر لگاتے ہیں، کئی کئی چکر لگاتے ہیں محض انہیں کیا ملتا ہے؟ پانچ یا چھ ہزار، وہ پانچ یا چھ ہزار میں اپنی کونسی کونسی ضرورتیں پوری کریں گے؟ کیا وہ پانچ یا چھ ہزار ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے پورے ہیں؟ ان کے دو حل ہیں، ایک تو تمام محکموں میں میرٹ ہو لیکن میرٹ کے ساتھ ساتھ MPAs کے لیے کوٹہ مقرر کیا جائے تاکہ ہم کسی کو اپنے Through کوئی نوکری دلوا سکیں، کسی کی غربت ختم کر سکیں، کسی کو روزگار ہم مہیا کر سکیں اور اس طرح اگر ہم کریں گے تو ہمارے اور ہمارے عوام کے درمیان ایک اعتماد کی فضاء پیدا ہو گی اور جناب سپیکر، اس ایوان کا جو ایک Image ہے، وہ بھی مستحکم ہو گا۔

جناب سپیکر! دوسری اہم بات یہ ہے کہ ہمارا جو فنڈ ہے وہ ہمیں بہت کم محسوس ہوتا ہے۔ اسمیں اضافہ کیا جائے اور جو فنڈ میں اضافہ کیا جائے گا تو اس کا ایک حصہ غریب لوگوں کی مالی امداد کے لیے ہم مختص کرنا چاہتے ہیں اور یہ ہماری خواہش ہے۔ جناب سپیکر! آپ اسے دیکھیں، C&W کے آپ ریٹس دیکھ لیجئے، جتنی بھی دوسری سٹینڈرڈ کنسٹرکشن کمپنیاں ہیں، ان کے ریٹس اگر آپ دیکھیں تو وہ جو Estimates لگاتے ہیں، ان میں پچاس لاکھ میں ایک کلو میٹر یا سوا کلو میٹر روڈ ہی بن سکتا ہے اور ایک لاکھ کا ٹینڈر ہوتا ہے، اس کی رقم اتنی تقسیم در تقسیم ہو جاتی ہے کہ وہ پچپن پینسٹھ تک آجاتی ہے، اس میں اتنا معیاری یا پائیدار کام نہیں ہو سکتا، پھر اب جبکہ تعمیراتی میٹیریل کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہو گیا ہے اس کی وجہ سے ٹھیکیداروں کی پریشانیوں میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ اب اس پریشانی کو دور کرنے کا طریقہ صرف میرے خیال میں یہی ہے کہ اب 2004 کی قیمتوں کے مطابق شیڈول تیار کیا جائے تاکہ کام میں پائیداری آئے، کام میں بہتری آئے۔ جناب سپیکر! اس کے علاوہ آپ یہ دیکھیں کہ کنسٹرکشن کے لیے ------

<u>جناب سپیکر:</u> مختصر کریں، ٹائم ------

<u>محترمہ یاسمین خان:</u> جناب سپیکر، یہ بہت اہم بات ہے، پلیز۔

<u>جناب سپیکر:</u> بس، اگر کریں ------

<u>محترمہ یاسمین خان:</u> کنسٹرکشن کیلئے ٹینڈر کا جو موجودہ نظام ہے، ہمارے یہاں وہ انتہائی بوسیدہ ہے، اسے ٹھیک ہونا چاہیے۔ کیوں؟ اس میں دو غلطیاں ہیں یا تو ریٹ انتہائی کم ہوتا ہے یا ریٹ انتہائی ہائی ہو جاتا ہے۔ ریٹ اگر انتہائی کم ہوتا ہے تو اس کی Approval ہو جاتی ہے اور پھر ٹھیکیدار کیلئے ------

<u>جناب سپیکر:</u> لاء منسٹر صاحب! پلیز توجہ دیں۔

<u>محترمہ یاسمین خان:</u> ٹھیکیدار کیلئے اس پیسے میں وہ کام کرنا پریشانی بن جاتی ہے اور اگر کسی طرح ملی بھگت سے ریٹ بہت ہائی ہو جاتا ہے تو اس کا ڈائریکٹ اثر پھر پڑتا ہے ہمارے قومی خزانے پر، وہ بھی پریشانی کا باعث ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! ضرورت اس بات کی ہے کہ فنڈ جو ہمیں ملتا ہے، اس کے استعمال کو شفاف بنایا جائے۔ اس کے استعمال کو

آسان بنایا جائے۔ جن پیچیدگیوں کا ذکر ہمارے بھائی عبدالاکبر صاحب نے کیا، انور کمال صاحب نے کیا، وہ بالکل ٹھیک ہیں ان کے استعمال کو بالکل آسان بنانا چاہیے اور جناب سپیکر صاحب، بس اختتام ہی کرتی ہوں۔۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> جی، جی۔

<u>محترمہ یاسمین خان:</u> وہ اس طرح ہے کہ دیکھیں جناب سپیکر، زندگی کا کوئی بھی پہلو لیا جائے یا معاشرے کا کوئی بھی شعبہ لیا جائے، وہاں اصلاحات کی گنجائش موجود ہے تو ہمیں بھی اپنے ان پروگراموں میں اصلاحات کے طریقہ کار کو اپنانا چاہیے۔ فنڈ میں اضافہ کیا جائے، اس کا ایک حصہ غریبوں کی مالی مدد کے لیے ہمیں مختص کرنے کی اجازت دی جائے۔ جناب سپیکر! جو ٹینڈر کا موجودہ نظام ہے، اسے صحیح کیا جائے۔ یہ چند گزارشات میں نے آپ کے سامنے پیش کیں ہیں۔ شکریہ جی۔

<u>Mr. Speaker:</u> Thank you jee. The House is adjourned for tea break.

(اس مرحلے پر چائے کیلئے ایوان کی کاروائی ملتوی ہو گئی)

(وقفے کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

<u>جناب سپیکر:</u> بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب شہزادہ محمد گستاسپ خان صاحب۔

<u>شہزادہ محمد گستاسپ خان (قائد حزب اختلاف):</u> میں سپیکر صاحب، آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ چاہتے ہیں کہ میں اس پر کچھ اظہار خیال کروں، لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> بہر حال ظفر اعظم صاحب تو تشریف رکھتے ہیں اور منسٹر صاحب۔۔۔۔۔

<u>شہزادہ محمد گستاسپ خان:</u> جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آج اس۔۔۔۔۔

<u>جناب ظفر اعظم (وزیر قانون):</u> جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

<u>جناب سپیکر:</u> په دے څوارلس میاشتو کښې دا چل نه دے شوے، په دے پنځلس شپاړس میاشتو کښې۔ جی، شہزادہ گستاسپ خان صاحب۔

<u>شہزادہ محمد گستاسپ خان:</u> جناب سپیکر! میں اس موضوع پر آج اس طرح سے کچھ اظہار خیال کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک بہت ہی۔۔۔۔

(اس مرحلے پر جناب سپیکر نے متعلقہ عملے کو گھنٹی بجانے کو کہا)

جناب سپیکر: جی۔

Shahzada Muhammad Gustasip Khan: Should I carry on or break for some time?

Mr. Speaker: Carry on.

Shahzada Muhammad Gustasip Khan: Should we wait for them sir?

جناب سپیکر: تھوڑا سا۔

جناب افتخار احمد خان جھگڑا: جناب! صدر صاحب راغلے دے، دا ټول اخوا ته تلی دی جی۔

جناب سپیکر: شہزادہ محمد گستاسپ خان صاحب۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان: سر، آج تعمیر سرحد پروگرام پر کافی بحث ہوئی۔ میں Repeat تو نہیں کرنا چاہوں گا لیکن میں اس کے اس سسٹم کے تھوڑے Background پر جو ہمارا Experience ہے، بات کرنا چاہوں گا۔ جناب عالی! یہ پروگرام 1985 میں جناب، جب آپ بھی صوبائی اسمبلی کے ممبر تھے، ہم سب بھی تھے، اس وقت شروع ہوا پھر اسمبلی کے ممبرز نے یہ Realize کیا کہ لوکل گورنمنٹ کے ادارے جو ہیں، انہیں تو اپنے حلقوں کو Develop کرنے کیلئے فنڈز مل رہے ہیں اور خرچ کئے جارہے ہیں اور صوبائی اسمبلی کے ممبران اور قومی اسمبلی کے ممبران و سینیٹرز کیلئے کوئی ایسی مد نہیں ہے جس میں سے رقم ادا کی جائے یا کی جاتی ہو تاکہ وہ بھی اپنے علاقوں کو ترقی دے سکیں اور لوگ بھی Expect کر رہے تھے کہ چھوٹے اداروں کے ممبران کو فنڈز دیئے جاتے ہیں، وہ ترقی میں کوشاں رہتے ہیں۔ لوگوں کو سکیمز دیتے ہیں، اپنے وارڈز کو۔۔۔۔۔

جناب پیر محمد خان: پوائنٹ آف آرډر سر۔ دا کورم پوره دے سپیکر صاحب؟ زما په خیال خود پوره کیدو خبره ده۔

جناب سپیکر: کورم پوره دے۔ گوره سنجیده تقریر دے په آرام کینه پیر محمد خان صاحب۔ دا د لیډر آف دی اپوزیشن تقریر دے۔

جناب پیر محمد خان: ځکه ما خبره کوله۔ میں اس لیے بول رہا تھا کہ لیڈر آف دی اپوزیشن بول رہے ہیں اور اس میں ممبران نہیں ہیں، ان سب کو حاضر ہونا چاہیے تھا۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان: بڑی مہربانی جناب، ممبران میرے خیال میں اب پورے ہو چکے ہیں تو اب اگر آپ Interruptنہ کریں تو میں آپ کا مشکور رہوں گا۔

جناب سپیکر: میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ شہزادہ گستاسپ خان کو Interruptنہ کریں۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان: سر! جب یہ Realize کیا گیا At a higher stage کہ ممبران کو یہ سہولت حاصل نہیں ہے کہ وہ لوگوں کے لیے جو ڈویلپمنٹ کا Process ہے، انہیں حل کر سکیں تو صوبائی سطح پر اس وقت پچیس لاکھ روپے ہر ممبر کے لیے، 1985 میں، اس کے حلقے کے لیے، یہاں پر ایک Confusion ہے جو عوام میں بھی کسی وقت پائی جاتی ہے، اس کی وضاحت ہونی بھی ضروری ہے کہ ممبروں کو یہ پیسے نہیں ملتے، ممبر ایک حد تک پراجیکٹ کی نشاندھی کرتے ہیں جیسے اس وقت پچیس لاکھ روپے مختص کیے جاتے تھے، پچیس لاکھ روپے کے منصوبوں کی نشاندہی کرتے تھے جن کی Execution گورنمنٹ کے ادارے کرتے ہیں تو اس کے بعد جب سات نکاتی پروگرام جونیجو صاحب کے دور میں شروع کیا گیا تو جناب والا، ہم اس پروگرام کے گواہ ہیں، اس وقت اس کے جو Procedures تھے، اس وقت جو اس کا طریقہ تھا، حالانکہ یہ بالکل ایک نیا پروگرام تھا، اس وقت یہ پروگرام چلا ہوا نہیں تھا۔ یہ پروگرام بالکل ایک نووارد پروگرام تھا لیکن جس خوش اسلوبی سے وہ پروگرام چلایا گیا تو میں سمجھتا ہوں وہ اپنی مثال آپ تھا۔ اس سے علاقے کو Boost ملی۔ اس سے پورے اضلاع میں ترقی ہوئی اور میں یہ وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر اس وقت کا منصوبہ آج بھی آپ چیک کروائیں یا گورنمنٹ کی ایجنسی اگر دیکھ لے، آپ کو بھی یہ Experience ہے جناب والا، آج تک وہ منصوبے قائم دائم ہیں اور وہ اس طرح Functional ہیں جس وقت کے وہ بنائے ہوئے تھے۔ جب وہ منصوبے بنائے گئے تو پھر ایک سوال اٹھا اور وہ سوال یہ اٹھا کہ اب ان کی Repairs, maintenance اور انہیں جاری رکھنے کے لیے بھی کچھ ہونا چاہیے، تو جناب والا، اس وقت یہ پہلی دفعہ تھی کہ یہ منصوبہ شروع کیا گیا تو اس کے لیے ایک سسٹم پاکستان میں پہلی دفعہ وضع کیا گیا اور وہ صوبہ سرحد سے شروع ہوا۔ ایک ادارہ اس کے لیے بنایا گیا جہاں پر ممبرز بیٹھ کر Deliberate کرتے تھے وہ ایک چھوٹی اسمبلی تھی،

صوبائی اسمبلی کے ممبران کو ضلع میں اکٹھا کر دیا گیا، ضلع میں ایک ساتھ بٹھادیا گیا آفیسران کے ساتھ، بیوروکریٹس کے ساتھ، اور اس میں منتخب نمائندے کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ ایک Meeting کو Preside کرتا اور باقی بیوروکریٹس، ٹیکنکل آفیسرز اس کے ماتحتی میں بیٹھ کر ممبرز کے ساتھ Deliberations کرتے تھے۔

جناب سپیکر: تھوڑا سا Amendment کے ساتھ "حق" نہیں "اعزاز" حاصل تھا، حق تو ہر ایک کو حاصل تھا نا۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان: اعزاز حاصل تھا، مطلب وہ اس کا حق تھا، منتخب نمائندے کا حق تھا کہ وہ Preside کرے کیونکہ وہ بھی ایک منتخب چیئرمین تھا۔ جناب والا، اس کے بعد ایک سسٹم Develop ہوا، Evolve ہوا جو پاکستان کی تاریخ میں پہلا سسٹم تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی افادیت یوں تھی کہ جب ہم بیٹھے تھے ٹیکنکل آفیسرز کے ساتھ، محکموں کے سربراہاں کے ساتھ بیٹھتے تھے، وہاں پر وزیر بھی بیٹھتے تھے، وہاں پر مشیر بھی بیٹھتے تھے، وہاں پر اسمبلی کے معزز ارکان بھی بیٹھتے تھے اور وہاں پر منصوبوں کی نشاندہی کرتے تھے، پورے ضلع کیلئے Priority set کرتے تھے۔ وہاں پر یہ بھی سوچا جاتا تھا، دیکھا جاتا تھا کہ ایک منصوبہ ناکارہ ہونے والا ہے، ایک منصوبہ تباہ ہونے والا ہے تو اس کیلئے اگر بروقت اقدامات نہ کیے جائیں تو پھر وہ منصوبہ نیا بنانا پڑے گا، جس میں بہت زیادہ لاگت آئے گی۔ تو وہاں پر تجویز یہ ہوتی تھی کہ اس منصوبے کو درست کیا جائے، اس کو Maintain کیا جائے، اسے Repair کیا جائے تو یہ Deliberation اضلاع کے حق میں تھیں، یہ صوبے کے فنڈز بچانے اور ان کے صحیح استعمال کے حق میں تھیں اور وہ ادارے بڑے فعال طریقے سے کام کرتے تھے۔ اس حد تک، آج تو ماشاءاللہ، ہمارے ممبرز نے اس وقت یہ فیصلہ کیا، خواہ وہ اپوزیشن کے تھے یا گورنمنٹ کے تھے، اب چودہ مہینے گزرنے کو ہیں، اب ہم نئے نہیں رہے یہاں پر، اب ہمارا تجربہ ہو چکا ہے، اب ہم اسمبلی کو، حکومت کی کارکردگی کو، حکومتی معاملات کے چلانے کو سمجھ چکے ہیں۔ اب ہمیں کافی حد تک اس بات کی سمجھ آگئی ہے کہ اداروں کا وجود کیوں ضروری ہوتا ہے؟ ادارے کس لیے ضروری ہوتے ہیں اور اداروں کو پائمال کرنا، اداروں کو ختم کرنا، اداروں کو اپنے پیروں پر نہ کھڑا ہونے دینے سے کتنا بڑا صوبے کا نقصان ہو رہا ہے؟ جناب والا! بظاہر تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ایک DDAC کا بل آیا اور ہم نے ہاؤس میں اسے پاس نہ ہونے دیا۔ ہم نے اسے پاس نہیں ہونے دیا، اس لیے پاس نہیں

ہونے دیا کہ شاید اس وقت کی حکومت یہ سمجھتی تھی کہ وہ شاید صوبے کے مفاد میں نہ ہو لیکن میں یہ گذارش کروں گا کہ وہ ایک ادارہ تھا جبکہ منتخب حکومتیں چلی بھی جاتی تھیں، جب منتخب حکومتیں ختم ہو جاتی تھیں تب بھی DDAC کا ادارہ قائم رہتا تھا۔ اسے کسی ادارے نے ختم نہیں کیا لیکن منتخب لوگ جب ہم آگئے، ہم منتخب لوگوں نے اسمبلی میں بیٹھ کر ایک منتخب ادارے اور اپنے وجود کی نفی کر دی۔ آج الحمدللہ یہاں اس سائیڈ پر خواتین کی بڑی موثر نمائندگی ہے اور یہ بھی میں بتاتا چلوں کہ ایسا کبھی نہیں ہوا، اب آپ کے اس ہاؤس کو قائم ہوئے چودہ مہینے ہو چکے ہیں، ایسے کبھی بھی نہیں ہوا، کوئی سال بھی ایسا نہیں گزرا جسمیں ممبران اسمبلی کو ایسے فنڈز نہ دیئے جاتے ہوں۔ یہ پہلی دفعہ نہیں ہے، یہ ہر ٹرم میں، ہر پانچ سال کیلئے جب منتخب ہوتے تھے، خواہ ہم ٹرم پوری نہیں کرتے تھے، لیکن اسمبلی کے ممبران کو اپنے علاقے کی ڈیویلپمنٹ کیلئے پیسے دیئے جاتے تھے، یہ پہلی دفعہ اس اسمبلی میں ہم نے سنا کہ ہم نے پیسے دیئے نہیں، پیسے ہمیشہ سے ملتے آئے ہیں ڈیویلپمنٹ کیلئے اور میں تو سمجھتا ہوں کہ ہمارے معاملات میں کمی آگئی ہے۔ کمی اس طرح سے آگئی ہے کہ یہیں ہم لوگ بیٹھتے تھے ڈسٹرکٹ لیول پر اور ہم سالانہ ترقیاتی پروگرام اپنے علاقوں پر تقسیم کرتے تھے۔ ہم سالانہ ترقیاتی پروگرام بھی مساویانہ طریقے سے، انصاف کے ساتھ، وہاں بیٹھ کر اضلاع میں مختلف حلقوں کو ان کا حق دیتے تھے۔۔۔ (قطع کلامی)

<u>جناب سپیکر</u>: آپ تعمیر سرحد اور اے ڈی پی دونوں پر بات کریں نا۔۔۔

<u>شہزادہ محمد گستاسپ خان</u>: میں گزارش یہ کروں، DDAC was dealing with this programe also. سر! میں بتا رہا ہوں۔

<u>جناب سپیکر</u>: ٹھیک ہے۔

<u>شہزادہ محمد گستاسپ خان</u>: سر! میں بتا رہا ہوں، I am being a member، میری سنیں تو سہی۔۔۔

<u>Mr. Speaker</u>: Of course.

<u>شہزادہ محمد گستاسپ خان</u>: میری سنیں تو سہی۔ اے ڈی پی۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: آپ کچھ حل بتادیں، تجاویز پر آجائیں۔

Shahzada Mohammad Gustasip Khan: ADP, Tameer-e- sarhad is also a development programme related with the annual development of the province. It is co-related with it.

اور وہ اسے بھی ڈیل کرتا تھا۔ یہاں میں یہ بتاتا چلوں، آپ اس بات کو سنیں غور سے کہ وہاں پر ہم، میرے حلقے سے ہم تین ممبران ہیں صوبائی اسمبلی کے، دو معزز خواتین ممبران ہیں اور ایک میں ہوں۔ اب ہم سارے ترقیاتی پروگرام دیتے ہیں اور میں اس سلسلے میں سمجھتا ہوں کہ ہم خوش قسمت ہیں، ہمارے حلقے کے عوام خوش قسمت ہیں جنہیں تین تین پروگرامز مل رہے ہیں۔ ڈیڑھ کروڑ روپے مل رہے ہیں لیکن اب اس کے اخراجات کیلئے، اس کو خرچ کرنے کیلئے صحیح طور پر، ایک فورم چاہیے تھا جہاں پر Duplication نہ ہو، جہاں پر بیٹھ کر ہم سارے Plan کر سکیں اور اسی طرح جناب والا، DDAC جو تھا، وہاں پر بیٹھ کر اس پروگرام کے ساتھ بھی ڈیل کیا جاتا تھا اور اسکی Approval بھی، اسسٹنٹ ڈائریکٹر جو اس ادارے کے ماتحت تھا، وہ اسی طرح سے چلتا تھا جسطرح DDAC اسے بتاتی تھی۔ جناب والا! یہ ایک بہت اچھا پروگرام ہے۔ یہ اچھا پروگرام، جس طرح بشیر بلور صاحب نے کہا کہ گلی، نالی، ٹونٹی، یہ صوبائی اسمبلی اور قومی اسمبلی کے ممبران کا کام نہیں ہے، میں سمجھتا ہوں انہوں نے اپنی سوچ کے مطابق ٹھیک کہا۔ جہاں پر اداروں میں ہم آہنگی ہو، جہاں پر ایک دوسرے سے مل کر ادارے کام کرتے ہوں تو پھر یہ کمی نہیں رہتی۔ اگر ضلع کونسل کرے تو ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہے لیکن جہاں اداروں میں تضادات ہوں، جہاں سسٹم یونیفارم نہ ہو، جہاں پر Clash ہو اداروں کا، تو وہاں پر ضروری ہے کہ ہر ادارے کے اپنے فنڈز ہوں اور وہ اپنے فنڈز کو ٹھیک طریقے سے استعمال کریں۔ جناب والا! میں نے یہ دیکھا ہے اس پروگرام میں، میرا یہ تجربہ ہے، میں پلاننگ کا وزیر بھی رہا ہوں، بلدیات کا وزیر بھی رہا ہوں، میں خود چوتھی دفعہ یہاں پر آیا ہوں۔۔۔۔

جناب سپیکر: صحت کے وزیر بھی رہے ہیں۔

شہزادہ محمد گستاسپ خان: میں نے یہ خود دیکھا ہے کہ جب اس میں سات نکاتی پروگرام تھا، یہ Community up lift پروگرام تھا، یہ تعمیر وطن پروگرام تھا، تو اس میں جب ہم نے پچاس ہزار روپے کسی سکیم کیلئے مختص کئے تو وہاں پر پراجیکٹ کمیٹی قائم کی۔ اس گاؤں کے لوگوں کو یہ پتہ تھا کہ اس پچاس ہزار روپے کے علاوہ ہمیں کوئی اور پیسہ نہیں ملنا، ہمارے فنڈز کے Constraints ہیں، ہمیں پھر فنڈز نہیں آنے تو انہوں نے دو لاکھ، تین لاکھ کی لاگت

کی جو سکیم تھی، وہ پچاس ہزار میں بنادی اس لئے کہ اس میں اس گاؤں کے لوگ Involve تھے۔اس میں ٹینڈر سسٹم نہیں تھا اور بڑا آسان تھا۔آپ کے ضلع میں بیٹھ کر اس کے فیصلے ہوتے تھے، ضلع میں ہی بیٹھ کر وہاں پر ترجیحات مقرر کرتے تھے۔ ضلع میں بیٹھ کر اسکی Feasibility بنتی تھی، ضلع میں بیٹھ کر، صوبے میں آنے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ زیادہ سے زیادہ ڈائریکٹر جنرل تک یہ پروگرام آتا تھا لیکن آج یہ Simple نہیں رہا۔ جب پروگرام Simple نہ رہے، جس طرح انور کمال صاحب نے فرمایا کہ کالے بال سفید ہو جاتے ہیں اور پھر جس کے دو چار بال ہوں، وہ گر جاتے ہیں تو جناب والا، یہ انہوں نے ٹھیک کہا اس میں بڑا لمبا پریڈ اب درکار ہوتا ہے لیکن جس طرح پروگرام چلتا ہے، میں نے جیسے کہا کہ آج ممبران کی سوچ، چودہ مہینے پہلے جو سوچ تھی، اب وہ سوچ نہیں رہی اس لئے کہ انہوں نے اسمبلی میں بیٹھ کر یہ تجربہ حاصل کر لیا ہے، انہوں نے یہ دیکھ لیا ہے کہ اپنے حلقے کے عوام کو انہوں نے خود جواب دینا ہے، انہوں نے یہ دیکھ لیا ہے کہ کسی حلقے کے ممبر کے علاوہ اس حلقے میں دوسرا ممبر صوبائی اسمبلی کا نہیں ہے، اسے لوگوں نے منتخب کیا ہے، اس لئے منتخب کیا ہے کہ وہ ان لوگوں کے مسئلے حل کرے، وہ ان لوگوں کا کام کرے۔ کسی بھی حلقے کے ممبر کے علاوہ اس کے حلقے کا وزیر اعلیٰ جوابدہ نہیں ہے، یا کوئی وزیر جواب دہ نہیں ہے اور آپ نے اس فورم پر بھی سنا ہوگا، ہم بھی ان میٹنگز میں بیٹھتے تھے جب یہ کہا جاتا تھا کہ ہر ممبر بڑا باعزت ہوگا، ہر ممبر کا خیال رکھا جائیگا اور ہر ممبر اپنے حلقے کا وزیر اعلیٰ کی طرح ہوگا۔ یہ بات ممبران اسمبلی کو یاد ہوگی لیکن میں بتاتا چلوں جناب، میں نے اسی فلور پر کہا تھا کہ ہم نہیں وزیر اعلیٰ بننا چاہتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ چھ، چھ وزیر اعلیٰ نہ ہوں، ایک ہی وزیر اعلیٰ ہو اور لوگوں کے صرف کام ہوں اور ممبر کو اس کا حق دیا جائے۔ اس وقت بھی ہم یہ کہتے تھے اور آج بھی ہم یہ کہتے ہیں (تالیاں) جناب والا! ہاؤس کی کمیٹیز کی رپورٹس نہ مانی جائیں، ہاؤس کی کمیٹیز کو بزنس نہ دیا جائے، ہاؤس کی کمیٹیز کو Collectively بٹھایا نہ جائے، ہاؤس کے مسائل ممبر کے سپرد نہ کئے جائیں، انکے حلقوں کے مسائل تو ممبروں کا وجود کس لئے، ممبروں کی رائے کا احترام نہ ہو، چاہے وہ گورنمنٹ کے ہوں، ہم نہیں چاہتے، ہم اپنا حق جتاتے اس بات پر کہ ہماری بات مانی جائے۔ہم تجویز دینگے آپ کو پسند ہے مانیں، نہیں پسند نہ مانیں لیکن گورنمنٹ پارٹی کے جو ممبران ہمارے سامنے بیٹھے ہیں، ان پر ہم سے

زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کیونکہ انکی حکومت ہے اور حکومت کسی فرد واحد کی نہیں ہے، سارے اسمبلی نے قائم کی ہے۔ جناب والا! میں تعمیر سرحد پروگرام کی طرف آتا ہوں۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ کس پر تقریر تھی؟

شہزادہ محمد گستاسپ خان: سر! بیچ میں ممبروں کے حقوق کی بات بھی کرلی۔ میرا خیال ہے ممبروں کو، جناب والا! اس پروگرام کی افادیت سے اگر حکومت واقف ہے، ممبران اسمبلی اب اس سے واقف ہیں، یہ انکے حلقے کی ترقی سے متعلق ہے، ہر ممبر اپنے حلقے کو ترقی دینا چاہتا ہے اور اسکی Usefulness سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ جب اس کے Usefulness سے انکار نہیں ہے تو چاہیے تو یہ کہ اسے ممبروں کے حوالے کیا جائے۔ اسے ممبروں کے اس طرح حوالے نہ کیا جائے کہ سارے فنڈز نکال کر ممبروں کے پاس رکھ دیئے جائیں۔ اسے اس طرح سے حوالے کیا جائے کہ ممبر کو اس پر دسترس حاصل ہو اور وہ جو Sanction اسکی نہیں چاہتا ہے یا اسے استعمال کروانا چاہتا ہے اس کا طریقہ کار آسان ہو۔ یہ ضلع کا پروگرام ہے، ممبران صوبائی حلقوں سے آئے ہوئے ہیں۔ ممبران کے وہاں پر اپنے اپنے حلقے ہیں اور یہ ان سے متعلق فنڈز ہیں تو اس کا اختیار To the highest level جانا جو ہے، یہ DDAC جو بنی تھیں یا پروگرام، اضلاع اور حلقوں کی طرف Development کا کیا گیا تھا، یہ Decentralization کی گئی تھی، یہ اختیار لوگوں تک پہنچایا گیا تھا۔ اگر یہ لے کر چیف منسٹر، منسٹرز یا سرکاری اعلیٰ اداروں کے پاس آگئے، ضلعوں سے یہ اوپر آگئے تو میرے خیال میں یہ ناانصافی ہوئی ہے یہ Decentralization نہیں، یہ پاورز کی مرکزیت ہو چکی ہے اور اس پروگرام کی افادیت ختم ہو چکی ہے۔ میری یہ گزارش ہے، منسٹر صاحب یہاں Notes لے رہے ہیں اور میں توقع کرتا ہوں کہ کبھی تو انسان سیدھی بات کر لیتا ہے، سیدھا کام بھی کر لیتا ہے، اچھا کام بھی کر لیتا ہے تو میری یہ گزارش ہے، اگر پہلے ان سے کوئی کوتاہی ہوئی ہے، ان سے کوئی اچھا کام اگر، بہت کئے ہونگے لیکن ہم نے کوئی دیکھا نہیں تو انہوں نے اگر کوشش کی اور انہوں نے ممبرز کو ممبرز سمجھا، اس حکومت نے ممبرز کے حلقوں کا خیال کیا، ممبرز کے حلقوں کے عوام کا خیال کیا تو میرے خیال میں یہ اب ایسے فیصلے کرینگے جو ممبرز اور انکے حلقوں کے عوام کے مفاد میں ہوں، انکے حق میں جاتے ہوں۔ Thank you, Sir۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ مولانا مجاہد صاحب۔ (تالیاں)

جناب مختیار علی: د مسلمانئ خبرہ کوی۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: دے کبنں تاسو نورے کوم د مسلمانئ خبرے کوئ چه لا ما نه ئے غوا ړئ؟ جناب سپیکر صاحب میں بہت مشکور ہوں۔

جناب مختیار علی: پښتو کښں وایه۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: ما له اردو د پښتونه بنه راځی۔

جناب سپیکر: دیکھیں Interruption نہ کریں، مداخلت نہ کریں۔جی۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: انکو حق ہے، یہ خود بول لیں آدھ گھنٹہ تو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے اور میں کھڑا ہو جاؤں تو پھر یہ مداخلت کرتے ہیں، بہر حال میں اتنا کہتا ہوں کہ اس معاملے کو جتنا آسان ہو سکے، وہ مہربانی کر کے بنا دیں۔ باقی ہم سے اب تک کسی نے پوچھا تو نہیں اور میں یہ شکوہ کرتا ہوں کہ گزشتہ اے ڈی پی میں نوشہرہ کی کوئی ایک سکیم بھی نہیں رکھی گئی اور نہ اس وقت میرا خیال ہے کہ اس میں رکھی گئی ہے تو خدا کیلئے یہ چھوٹے چھوٹے ضلعے جو ہیں یہ غریب ضلعے، ایک تو غریب اس وجہ سے بھی ہیں کہ میرے ہاں جتنے کارخانے ہیں، وہ بند پڑے ہوئے ہیں اور حکومت کی طرف سے کوئی بھی آواز نہیں اٹھائی گئی کہ یہ نو سو مزدور میرے کیوں بیکار ہو گئے ہیں؟ تو اب میں اے ڈی پی کیلئے کیا کہوں؟ اس لئے اتنی گزارش ہے کہ یہ واقعی نمائندے ہیں اور کم از کم ان کو ڈی سی اوز کے مقابلے میں اختیارات زیادہ ملنے چاہیئں کیونکہ ان کا تعلق براہ راست عوام سے ہے، اس لئے مہربانی فرما کر انہی کے سب کچھ حوالہ کر دیں۔ ہمیں ڈی سی اوز کے حوالہ نہ کریں اس لئے کہ ڈی سی او تو کہتا ہے کہ میں تو ناظم کے ماتحت ہوں۔ وہ ہماری بات تو سنتا نہیں اور اگر اس میں کچھ ہو سکتا ہے تو خدا کیلئے ذمہ داری ہم پر پڑتی ہے، عوام ہم سے مطالبہ کرتے ہیں، وہ ڈی سی او سے نہیں کرتا، وہ ناظم سے نہیں کرتے تو ہمیں کچھ اختیارات تو دے دیئے جائیں۔ ہماری رائے کو وقعت دی جائے اور جو غریب ضلعے ہیں، ان کو آپ اپنی طرف سے خدا کیلئے کچھ دے دیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب حبیب الرحمان خان صاحب۔

جناب حبیب الرحمان: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ شکریه جناب سپیکر۔ زما ډیرو رونړو په تعمیر سرحد پروګرام باندے خبرے اوکړے۔ زه تفصیل ډیر نه بیانوم۔ یو څو تجاویز په دے سلسله کښې زما په نظر کښې دی انشاء اللہ، سردار صاحب، تاسو په پښتو پوهیږی ؟

جناب محمد ادریس (وزیر بلدیات): جی، آپ بولیں۔

جناب حبیب الرحمان: اچھا جی ٹھیک ہے، سب سے پہلے تو ہمارے بہت سارے معزز اراکین نے اپنی آراء پیش کیں تعمیر سرحد کے حوالے سے۔ تعمیر سرحد کا بنیادی مقصد ہی وہی چھوٹے موٹے کام جو اے ڈی پی میں نہیں آسکتے اور لوگوں کی کمیونٹی کی ضروریات کے مطابق ہوں تو اس طریقے سے ہم لوگوں کی جو بنیادی ضروریات ہیں، ان کو حل کرنے کیلئے تعمیر سرحد کا یہ پروگرام ہے تو سب سے پہلے The procedure should be simplified، جس طرح ہمارے ساتھیوں نے کہا کہ جو طریقہ کار ہے، وہی طریقہ کہ ہم سیدھے ڈی سی اوز کو سکیمز دے دیں، وہاں Working plan جو ہمارا بنا ہے، یہ لوگوں کی ضروریات کے مطابق ہو اور وہاں Feasibilities اور Criteria پر وہ فیصلہ کر کے یہاں سیدھا لوکل گورنمنٹ کو بھیج دیں اور As a advice فنانس سیکرٹری وہاں سے فنڈز سارے ایم پی ایز کے ضلعوں کو ریلیز کردے۔ یہ آسان طریقہ بھی ہے اور شارٹ بھی ہے۔ جہاں تک تعمیر سرحد میں حکومت کے، ہمارے بعض ساتھیوں نے جو گلہ کیا، شکوہ کیا تو، As a member of the government میں وثوق سے کہتا ہوں کہ تعمیر سرحد میں حکومت کی طرف سے کوئی Discriminatory policy نہیں ہے۔ جس طرح اپوزیشن کیلئے ہے، وہی ایک ہی طریقہ ہے اور حکومت اس میں مخلص ہے۔ یہ نہیں ہے کہ حکومت اس میں مخلص نہیں ہے اور اپوزیشن والوں کو ویسے، لیکن اس میں بات یہ ہے کہ بعض ہمارے ساتھی ڈی سی اوز کے پاس نہیں جاتے تو یہ طریقہ جو پیچیدہ ہے یہ Simplify کرنا ہے۔ دوسری عرض میری یہ ہے کہ The rules of Project Committee، پہلے یہ کمیٹی کے رولز، چونکہ 2002-2003 میں پراجیکٹ کمیٹی کے ذریعے سے ہم نے کوئی سکیم منظور نہیں کی تھی لیکن 2003-04 کیلئے اب کمیٹی کے ذریعے سے ایک لاکھ، یہ بھی وضاحت ہونی چاہیے کہ ایک لاکھ تک ہیں یا پانچ لاکھ تک ہیں یہ دو باتیں سامنے آگئی ہیں تو اس کیلئے کمیٹی کا جو طریقہ کار ہے، وہ بھی آسان بنانا ہے۔ پہلے لوکل گورنمنٹ میں یہ طریقہ تھا کہ by the MPA The committee recommended by the district councillars or

اس میں ایک کونسلر تھا اور دو چار ساتھی کمیونٹی کے ہوتے تھے۔ اس میں First installment سیدھی سادی یعنی رقم چار برابر قسطوں میں تقسیم ہوتی تھی اور پہلی قسط یعنی Simple advance کے طور پر دیتے تھے لیکن 1992 میں پروسیجر بنا کر Work done پر پہلی جو Installment ہے، جو قسط ہے وہ بھی Work done پر ہے تو اس میں کمیونٹی کیلئے مشکلات پیدا ہونگی۔ ٹھیکیدار Work done پر کام کر سکتا ہے لیکن کمیونٹی Work done پر کام نہیں کر سکتی کیونکہ بہت غریب لوگ ہیں، ہم کسی گاؤں کیلئے کمیٹی Propose کریں اور وہ کام شروع کرے دو تین لاکھ روپے کا تو کس طرح اور کہاں سے یہ پیسے لائینگے؟ کیونکہ ہمارے پراجیکٹوں میں کمیونٹی شیئرز سات پرسنٹ ہیں، دس پرسنٹ ہیں تو وہ لوگ ادا نہیں کر سکتے تو اس لئے یہ طریقہ بھی رائج کرنا چاہیے کہ کمیٹیوں کا طریقہ کار، Simply proposed by MPAs اور اس کیلئے فوری طور پر First installment ان کو جاری کرنا چاہیے۔ (تالیاں) تیسری ہمارے ورکنگ پلان میں بعض سکیمیں ایسی ہیں جو کہ Complicated ہیں۔ جس طرح طریقہ کار Complicated ہے، اس طرح یہ ورکنگ پلان بھی Complicated ہے۔ پہلے Grave yard کیلئے زمین کی خریداری اس میں نہیں تھی لیکن ہمارے معزز اراکین نے خصوصاً ہزارہ کے بھائیوں نے یہ طریقہ کار اختیار کیا ہے کہ قبرستان کیلئے بھی تعمیر سرحد میں سے رقم خرچ کرنی چاہیے تو اس ضمن میں میرا یہ خیال ہے کہ ہیلتھ اور ایجوکیشن میں جہاں بہت ہی شارٹ کٹ معاملہ ہو اور بہت ضروری Land purchase کرنی ہو تو Purchase of land for Health and Education should be included in this working plan. کیونکہ ہماری ساری سکیمز اس وجہ سے ڈراپ ہوتی ہیں کہ لوگوں کے پاس زمین نہیں ہوتیں۔ اکثر پرانی سکیموں میں یہ مسئلہ ہے۔ بعض سکیمیں جو ہمارے ساتھیوں کے، جو ورکنگ پلان ہیں، انہیں سیدھا سادہ بنانا چاہیئے۔ مجھے علم ہے کہ بہت سارے معزز اراکین کی سکیمز چیف آر ڈی نے ڈراپ کی ہیں کہ یہ ہمارے ورکنگ پلان کے مطابق نہیں ہیں تو اس میں، میں مثال کے طور پر کہتا ہوں، فراہمی آب تو اس میں Improvement, extension, maintenance and repair of water supply scheme یہ ہونی چاہیئے، فراہمی آب کا تو مقصد ہی یہی ہے۔

جناب سپیکر: فراہمی آب یا نکاسی آب؟

جناب حبیب الرحمان: نکاسی آب اور چیز ہے، وہ Sanitation ہے، یہ اور سکیم ہے، Sanitation اور ہے۔ یہ واٹر سپلائی سکیم میں ہمیں ضرورت ہے کسی پرانے پائپ کو تبدیل کرنا، کسی پائپ کو Extend کرنا، لمبا کرنا، وہاں ضرورت کے مطابق آدھ انچ پائپ کو نکال کر اسکی جگہ ایک انچ پائپ لگانا Extension, improvement, maintenance and repair should be included in the working plan. یہ میری تجاویز ہیں کہ بہت ساری سکیمز اس وجہ سے ڈراپ ہوئی ہیں۔ پانچویں بات میری ہے Contingencies، دو پرسنٹ Contingencies انہوں نے 03-2002 میں کاٹی ہیں تو یہ سکیم کے علاوہ دینی چاہئے کیونکہ Two percent contingencies بہت بڑی رقم ہے اور اس ضمن میں میری یہ استدعا ہے کہ 03-2002 کے ہم سے جو دس دس ہزار روپے کاٹے گئے ہیں، انکو ان سکیموں میں شامل کرلیں اور Last bill جو ہمیں، لوگوں کو دیتا ہے تو انکو Complete اپنے پیسے دینے ہیں۔ تعمیر سرحد کے حوالے سے میں جو کمی محسوس کر رہا تھا، یہ باتیں وہ تھیں۔ شکریہ، جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ سید قلب حسن صاحب۔

سید قلب حسن: ډیره مهربانی، سپیکر صاحب! تعمیرسرحد باندے زمونږه مختلف ممبرانو تفصیل سره خبرے اوکړے۔ زه به دے کښې صرف دومره عرض کومه، منسټر صاحب ناست دے چه کوم Complications دے کښې مختلف ډیپارټمنټس جوړ کړی دی، د هغے دوجے نه حقیقت دا دے چه د ممبرانو یو قسم بے عزتی روانه ده۔ یوے علاقے ته مونږه لاړ شو هغوی ته مونږه عرض اوکړو چه انشاء الله دا سکیم به تاسو ته مونږه complete ،With in three four months کړو، نهه میاشتے اوشوے چه هغه سکیمونه هغسے پراته دی او چه دے نهه لسو میاشتو کښې چه مونږه کومے چکرے د دے دفترو اووهلے، هغه تاسو ته به پخپله هم پته وی نو زمونږه دے سلسله کښې منسټر صاحب ته ریکویسټ دے چه دا څومره Simple کیدے شی چه هغه دا Simple کړی۔ دے سره به جی زه یوعرض بل کومه، د صوبائی اے ډی پی په باره کښې چه Last year د وئ ټولو ممبرانو سره میټنګونه کړی وو چه تاسو خپل تجاویز راوړئ چه تاسو علاقو کښې کومے مسئلے وی، هغه راوړئ چه هغه مونږه ډسکس کړو۔ په هغے

باندے مونږه یوه هفته، لس ورځے کار اوکړو۔ هغه مونږه پی اینډ ډی ډیپارټمنټ کښ جمع کړل او هغه د ردئ ټوکرئ ته لاړل۔ اوس دے کال Coming year د پاره اوس بیا هغسے بجټ تیاریږی خو اوسه پورے مونږه نه چا تپوس نه دے کړے او آخیری کښ به هم دغه ډرامه بیا مونږ سره کیږی چه تاسو خپل پروپوزل راوړئ چه ستاسو علاقو کښ څه مسئلے دی او بیا به هغه د ردئ ټوکرئ کښ کیږدی نو زما تاسو ته ریکویسټ دے، نن سراج الحق صاحب شته۔ پکار ده چه په Coming ADP باندے د اوسه نه که دوئ مونږه سره څه مشوره کول غواړی یا مونږه نه څه رائے اغستل غواړی نو هغه د داوس نه مونږه نه اوغواړی۔ بس دغه نور پرے د تفصیل سره خبرے اوشوے۔ شکریه۔

جناب سپیکر: مهربانی۔ مولانا نظام الدین صاحب!

مولانا نظام الدین: بسم اللّٰه الرحمن الرحیم۔ نحمده ونصلی، زه مختصر تجاویزپیش کول غواړمه۔جناب سپیکر صاحب! اول خو زه د حکومت په دے اقدام باندے حکومت ته داد ورکومه چه دا تاخیر پکښے نه وے شوے نودا یو ډیر ښه اقدام وو چه ټول ممبرانو ته مساویانه فنډ ورکړے شوے دے او زه وایم چه کاش په اے ډی پی هم دغه شان اوشوے نو دا یو ډیر ښه قدم به وی انشاءاللّٰه تعالیٰ۔ د دے نه علاوه مونږه ته چه کوم لیټرز اوس راغلل چه تاسوخپل سکیمونه زر زر راولیږئ، داپه حقیقت کښ چه کله په دے سیشن کښ په ایجنډا باندے تعمیر سرحد پروګرام راغے نو دوئ هغه خپل جرم په مونږه باندے راوغورزؤ چه ګنی دا تاخیر ستاسو د طرف نه کیږی او زر زر تاسو پروګرامونه راولیږئ نو زه دوئ نه دا تپوس کومه چه زمونږه د تیر کال هغه پروګرامونه خو تاسو سره موجود دی، د هغے هغه تاخیر هم زمونږه د وجے نه شوے دے که هغه ستاسو د وجے نه دے؟ د دے نه علاوه زما دا درخواست دے چه دا دوه فیصده، چه کوم دوئ زمونږه نه پاتے کوی، دا لوکل ګورنمنټ والا نو دا دوئ په کومه خوشخالئ کښ زمونږه نه پاتے کوی؟ آیا دوئ چه کوم دا تاخیر کوی نو د هغے جرمانه زمونږه نه وصولوی او که نه دا کمیشن دے؟ دوئ تنخواګانے نه اخلی؟ دے لوکل ګورنمنټ والو ته څه مراعات نه دی حاصل؟ چه زمونږه نه دا دوه پرسنټه پاتے کوی (تالیاں) د دے جواب به منسټر صاحب مونږه له راکړی۔ بله خبره دا چه د ډی سی او سسټم او د

لوکل گورنمنټ دا سستم خو د ناظمانو د پاره دے۔ مونږه به ډی سی او صاحب پسے لاړ شونو هغه وائی چه د ضلعی اسمبلئ کونسل اجلاس شروع دے ، هلته کښ تلے دے یا ناظم صاحب سپیشل غوښتے دے ، د هغه سره دے۔ هغه سټاف چه څومره وی، هغه د ناظمانو په کار کښ مشغول دے نو هغه وائی چه که زمونږه نه که په میاشتو تاخیر کیږی، په مونږه باندے نور کارونه هم سیوا دی نو د دے د پاره چه تعمیر سرحد پروګرام زمونږه صوبائی حکومت مونږه له راکوی نو مونږه له د سټاف هم راکړی بیا په اے جی آفس کښ چه کوم سټاف ناست دےنو هغه درے څلور تنه دی نو هر ممبر ځی ورته قهاریږی او هغه د خدائے سادګان دی، د څه نه خبر هم نه دی چه یره زمونږه څه ذمه واری ده او مونږه څه اوکړؤ؟ کوم ځائے نه تاخیر دے؟ څه چل دے او څه چل نه دے؟ دے له باقاعده یو مستقل ډیپارټمنټ پکار دے۔ د هغے د پاره پوره عمله پکار ده او پوره کار د هغے د پاره پکار دے نو زه زیاتے خبرے کول نه غواړمه، زما دے رونړو او دے ملګرو دهر طرف نه چه خبرے اوکړے، منسټر صاحب د مونږه له روایتی جوابونه نه راکوی چه هغه Notes اخلی او روایتی تقریر او جواب به اوکړی، خبره به ختمه شی۔ د دے د پاره د مستقله کمیټی جوړه شی د سینئر ممبرانو او دا طریقه کار د باقاعده اول جوړ کړے شی او منسټر صاحب د په خپل تقریر کښ مونږه ته د هغے اعلان اوکړی۔ د وزیراعلیٰ صاحب سره د دهغے مشوره اوکړی او د دے مشرانو سره د کینی یو مستقل طریقه کار د جوړ کړی او که داسے نه وی نو بیا د مهربانی اوکړی دا فنډز د مونږه له بیا نه راکوی۔لکه مونږه د په خلقو نور نه شرموی۔ خلق وائی دوئ له چیکونه راغلی دی او دوئ ځان له په بینکونو کښ ایښودی دی، ځان له پرے سودونه اخلی، پته نشته چه هغه، زما تقریباً یوه میاشت اوشوه چه څه اتهاره لاکه روپئ زمونږه په زړو سکیمونو کښ پاتے شوی وی د بل کال هغه، نو په اخبارکښ هم راغلل او چهټئ هم راغله چه تاته هغه ریلیز شوی دی۔ زه په ډی سی او پسے لاړم، هغه وئیل چه مونږه ته خو چیک نه دے راغلے۔ دلته راغلمه، وئیل ئے چه هغه خو مونږه بینک ته مونږه چهټئ لیږلے ده او چیک به راځی او لاتراوسه نه دی راغلے۔ دا دویمه میاشت شروع ده نو په هغه ریلیز کښ هم دومره وخت اوځی او دا د تیر کال هغه فنډ دے نو که دا حالات وی نو بیا د مهربانی اوکړی مونږه د نور په خلقو نه شرموی۔

جناب سپیکر: مہربانی۔اجلاس کل صبح دس بجے تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس بروز منگل مورخہ 16 مارچ 2004 صبح دس بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)